۲۰/۲۷ شعبان ۱۳۸۷ھ | ۲۳/۳۰ نبوت ۱۳۴۶ ہش | ۲۳/۳۰ نومبر ۱۹۶۷ء

سچے مامور من اللہ کی شناخت کی تین واضح علامتیں

عقلِ سلیم فریاد کر رہی ہے کہ اس وقت ایک آسمانی مصلح کی ضرورت ہے

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی طرف سے دعوتِ حق

"ہر ایک نبی کی سچائی تین طریقوں سے پہچانی جاتی ہے۔ اوّل عقل سے یعنی دیکھنا چاہیئے کہ جس وقت وہ نبی یا رسول آیا ہے عقلِ سلیم گواہی دیتی ہے یا نہیں کہ اس وقت اُس کے آنے کی ضرورت بھی تھی یا نہیں۔ اور انسانوں کی حالت موجودہ چاہتی تھی یا نہیں کہ ایسے وقت میں کوئی مصلح پیدا ہو۔

دوسرے، پہلے نبیوں کی پیشگوئی، یعنی دیکھنا چاہیئے کہ پہلے کسی نبی نے اُس کے حق میں یا اس کے زمانہ میں کسی کے ظاہر ہونے کی پیشگوئی کی ہے یا نہیں؟

تیسرے، نصرتِ الٰہی اور تائیدِ آسمانی، یعنی دیکھنا چاہیئے کہ اس کے شاملِ حال کوئی تائیدِ آسمانی بھی ہے یا نہیں؟ یہ تین علامتیں سچے مامور من اللہ کی شناخت کیلئے قدیم سے مقرر ہیں۔

اب اے دوستو! خدا نے تم پر رحم کر کے یہ تینوں علامتیں میری تصدیق کے لئے ایک ہی جگہ جمع کر دی ہیں۔ اب چاہو تم قبول کرو یا نہ کرو۔ اگر عقل کی رُو سے نظر کرو تو عقلِ سلیم فریاد کر رہی ہے اور رو رہی ہے کہ مسلمانوں کو اس وقت ایک آسمانی مصلح کی ضرورت ہے۔ اندرونی اور بیرونی حالتیں دونوں خوفناک ہیں۔ اور مسلمان گویا ایک گڑھے کے قریب کھڑے ہیں یا ایک تند سیل کی زد پر آپڑے ہیں۔

اگر پہلی پیشگوئیوں کو تلاش کرو تو دانیال نبی نے بھی میری نسبت اور میرے اس زمانہ کی نسبت پیشگوئی کی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ اسی اُمت میں سے مسیح موعود پیدا ہوگا۔ اگر کسی کو معلوم نہ ہو تو صحیح بخاری اور صحیح مسلم کو دیکھ لے۔ اور صدی کے سر پر مجدد آنے کی پیشگوئی بھی پڑھ لے۔ اور اگر میری نسبت نصرتِ الٰہی کو تلاش کرنا چاہے تو یاد رہے کہ اب تک ہزارہا نشان ظاہر ہو چکے ہیں۔ منجملہ اُن کے وہ نشان ہے، جو اُس وقت لکھا گیا جبکہ ایک فردِ بشر بھی مجھ سے تعلقِ بیعت نہیں رکھتا تھا۔ اور نہ میرے پاس سفر کر کے کوئی آتا تھا۔ اور وہ نشان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ یعنی وہ وقت آتا ہے کہ مالی تائیدیں ہر ایک طرف سے تجھے پہنچیں گی اور ہزارہا مخلوق تیرے پاس آئے گی۔ ....

اب میں آپ لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ ایسے زمانہ میں ایسی عظیم الشان پیشین گوئی کرنا کہ ایسے گمنام کا آخر کار یہ عروج ہوگا کہ لاکھوں لوگ اُس کے تابع اور مُرید ہو جاویں گے اور فوج در فوج لوگ بیعت کریں گے اور باوجود دشمنوں کی سخت مخالفت کے رجوعِ خلائق میں فرق نہیں آئے گا۔ بلکہ اس قدر لوگوں کی کثرت ہو گی کہ قریب ہوگا کہ وہ لوگ تھکا دیں۔ کیا یہ انسان کے اختیار میں ہے اور کیا ایسی پیشگوئی کوئی مکّار کر سکتا ہے؟"

(لیکچر سیالکوٹ فرمودہ ۲ر نومبر ۱۹۰۴ء)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار "بدر" قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۲۳/۳۰ نومبر ۱۹۶۷ء

مقدّس مقام اور مُبارک اجتماع

خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر اور اُس کا احسان ہے کہ ہماری زندگیوں میں قادیان کی مقدس بستی میں جماعت احمدیہ کے سالانہ اجتماع کے مبارک ایام پھر آئے ہیں۔ ہم اہلیان دیار حبیب علیہ السلام باہر سے آنے والوں کو تہ دل سے

اَھْلًا وَّ سَھْلًا وَّ مَرْحَبًا

کہتے ہیں۔ اس مقدس مقام میں آپ کا آنا ہر طرح سے موجب برکت ہو۔ اور آپ کی دلی مرادیں آپ کو ملیں۔ قادیان کی مقدّس بستی کی زیارت کے لئے دُور دراز کا سفر کرکے آنے والوں اور راستہ میں طرح طرح کی صعوبتیں اور تکالیف برداشت کرکے پہنچنے والوں نے اس عظیم الشان بشارت کو ایک بار پھر تازہ کر دیا جس میں خبر دی گئی تھی

یَاْتِیْكَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ
وَیَاْتُوْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ

قادیان کا یہ منارہ اور اس بستی کے مقدس مقامات اپنے اندر تحیر آمیز کشش اور جاذبیت رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ سینکڑوں افراد ہر ماہ زیارت کے لئے اس طرف کھچے چلے آتے ہیں۔ ملکہ تقسیم کے بعد سے اب تک بلا ناغہ پنج وقتہ نمازوں کے وقت اس سفید منارہ سے

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

کی صدا بلند کی جا کر اس بات کا اعلان کیا جاتا ہے کہ ؎

آؤ لوگو کہ یہیں نُورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طورِ تسلی کا بتایا ہم نے

خدا کی خالص توحید اور پاک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے مبارک دین کی باتیں آنے والوں تک مدلل اور دلنشین رنگ میں پہنچائی جاتی ہیں۔ انہیں سچی اور خالص چمکتی ہوئی رُوحانیت کی طرف دعوت دی جاتی ہے۔ گناہوں سے بچنے اور گندی زیست سے نجات پانے کے طریق واضح کئے جاتے ہیں۔ الحاد و دہریت کے اس زمانہ میں یہی وہ بے لوث خدمت ہے جو انسان اپنے بنی نوع کے ساتھ دلی ہمدردی اور حقیقی خیر خواہی کی راہ سے بجا لاسکتا ہے۔

۱۸۹۱ء میں جب حضرت مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے جماعت کے سالانہ جلسہ کا آغاز فرمایا تو اس میں اسی نوع کے تمام اغراض و مقاصد ملحوظ تھے۔ اس کے بعد یہ تواتر اور تسلسل نہایت شان کے ساتھ جماعت کی روز افزوں ترقی اور رُوحانی سر بلندی کے ساتھ اس جماعتی جلسہ سالانہ کا انعقاد عمل میں آرہا ہے۔ اور جو فوائد اور منافع جماعت کی تنظیم اور اس کی وسعت اور استحکام کے لحاظ سے اس مبارک موقع سے حاصل ہوئے ہیں یہ سب باتیں بجائے خود ایک بڑا نشان ہیں۔ جو مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی صداقت اور آپ کی مقبولیت کو روزِ روشن کی طرح ثابت کرتا ہے۔

کسی گاؤں کا ترقی کرکے قصبہ بن جانا اور قصبہ سے شہر اور شہرت یافتہ شہر بن جانا بے شک بڑی بات ہے مگر یہ کوئی امتیازی شان نہیں کیونکہ متعدد دیہات اور قصبے آج بڑے بڑے شہر بنے ہوئے دنیا میں موجود ہیں۔ لیکن قادیان کی مبارک بستی کا ایک گمنام گاؤں سے بین الاقوامی شہرت کا مقدس مقام بن جانا اپنے اندر ایک ایسی امتیازی شان رکھتا ہے جس کے پیچھے قادر و توانا خدا کی قدرت اور اس کی تائید و نصرت کے چمکتے ہوئے نشانات نظر آتے ہیں۔ دُنیا میں جس قدر ایسے دیہات اور قصبے ہیں جو ترقی کرتے کرتے مشہور شہر بن گئے۔ اُن کی ترقی عام قدرتی قانون کے تحت عمل میں آئی۔ لیکن قادیان کی حالت اُن سے مختلف ہے۔ اسلئے کہ ایسے وقت میں جبکہ قادیان کو ایک معمولی غیر معروف گاؤں سے زیادہ کچھ اہمیت حاصل نہ تھی، ایک برگزیدہ بندے نے خدا تعالیٰ سے خبر پاکر اس مقدس مقام کے دنیا بھر میں شہرت پا جانے اور مرجع خلائق بن جانے کی خبر دی۔ بظاہر حالات اس بات کا قیاس بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ ایسا ہو جائے گا مگر سب کچھ ہُوا اور آج ایک دنیا اس پر گواہ ہے۔ بھلا قادر و توانا خدا کی بات خطا ہو سکتی تھی ؎

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اُس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے
جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ مَیں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

خدا تعالیٰ کے اسی فضل و احسان کا تذکرہ کرتے ہوئے مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے آج سے ۵۹ سال قبل ۱۹۰۸ء میں فرمایا تھا ؎

میں تھا غریب و بے کس و گمنام و بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
لوگوں کی اس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی
میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی
اب دیکھتے ہو کیسا رجوع جہاں ہُوا
اِک مرجعِ خواص یہی قادیاں ہُوا

قادیان میں جماعت احمدیہ کا یہ سالانہ اجتماع دوسرے مقامات میں دیگر اسلامی فرقوں اور مذہبی جماعتوں کے اجتماعات سے بالکل مختلف نوعیت کا ہے۔ چنانچہ جلسہ کے ایام میں نہ تو یہاں سماع و غنا کا پروگرام ہوتا ہے اور نہ قوالیاں کی جاتی ہیں۔ جن دوستوں کو یہاں آنے اور ان مبارک ایام میں یہاں پر چند روز قیام کرنے کی سعادت ملتی ہے وہ ذاتی طور پر جانتے ہیں کہ یہ دن کس قسم کے اشغال میں گذرتے ہیں۔ نمازِ تہجد اور پنجگانہ نمازوں کے علاوہ ذکر الٰہی توجہ الی اللہ۔ اجتماعی و انفرادی دُعاؤں کا التزام ایسا روحانی ماحول پیدا کر دیتا ہے کہ جلسہ میں شامل ہر شخص کی رُوح غیر معمولی انبساط محسوس کرتی ہے۔ وعظ و تذکیر کی مجالس کے علاوہ علماءِ سلسلہ جن علمی و رُوحانی عنوانات پر مدلل تقاریر کرتے ہیں اس سے حق کے ہر متلاشی کو موازنۂ مذاہب کا زرین موقعہ میسر آتا ہے۔ اسلام کے متعلق جماعت احمدیہ کا یہ دعوٰے کہ "زمانے کی جملہ ضروریات، کا حل اسلام میں موجود ہے" اس کا ثبوت بھی جلسہ کے تقریری پروگرام میں بآسانی میسر آجاتا ہے۔

جماعت کے جلسہ سالانہ کو ایک اور پہلو سے دیکھا جائے تو احباب جماعت کی اس میں شمولیت درحقیقت اس عشق و محبت کا عملی اظہار ہے جو افرادِ جماعت کو اپنے مقدس مرکز اور اس کے مقامات سے ہے۔ ورنہ فی زمانہ اپنا کاروبار چھوڑ کر جیب سے کرایہ خرچ کرکے، سفر کی صعوبتیں اٹھا کر قادیان میں آنا کوئی معمولی بات نہیں۔ پھر یہاں پہنچ کر کسی طرح کا انہیں کوئی دنیوی اور مالی نفع نہیں ملتا بلکہ خدمت و اشاعتِ دین کے لئے ہاتھ سے کچھ دینا پڑتا ہے۔ مگر خلوص اور محبت کے جذبہ سے مخلصین آتے ہیں۔ اپنے پاک مالوں سے ایک حصہ بھی خدا کی راہ میں بشاشتِ قلبی سے دیتے ہیں۔ اور اس بات پر بارگاہِ الٰہی میں شکرگذار رہتے ہیں کہ انہیں اس مقدس بستی میں آنے اور دین کے لئے حسبِ توفیق حصہ ڈالنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ خدا تعالیٰ ایسے مخلصین کے اخلاص اور ان کے جذبۂ محبت میں برکت دے کہ ایسے ہی لوگ اپنی عاقبت کے لئے بہترین سامان تیار کرنے والے ہیں۔

جلسہ سالانہ کے اس مبارک اجتماع کے موقعہ پر اس بات کو بھی نسبتاً زیادہ ملحوظِ خاطر رکھا جانا نہایت ضروری ہے کہ جماعت اپنے امام کے ساتھ ہی جماعت کہلاتی ہے۔ اس کی حرکت کے ساتھ حرکت کرنا ضروری ہے۔ اس لئے جن تحریکات کی طرف حضرت امام عالی مقام اس وقت جماعت کو متوجہ فرما رہے ہیں اُن کی طرف نگاہ رکھنا اور ان پر دل و جان سے لبیک کہنا ہر فردِ جماعت کا فرض ہے تفصیل کی تو اس جگہ گنجائش نہیں البتہ حضور کی جاری فرمودہ تحریکات کا خلاصہ اور نچوڑ ہمارے نزدیک دو لفظوں "تبلیغ" اور "تربیت" میں نکلتا ہے۔ تبلیغ سے مراد حق تعالےٰ کا وہ پیغام ہے جو احبابِ جماعت نے خود سُنا اور اس پر لبیک کہا، اب ایک سخی کی طرح اپنے بنی نوع تک پہنچانا ہمارا کام ہے اس سلسلہ میں اگر ہمارے مالوں کی ضرورت ہو تو وہ دیتے ہیں۔ اگر اوقات کی ضرورت ہے تو وہ وقف کرتے ہیں اور اگر زندگی دینے کی ضرورت پیش آئے تو اس کے لئے بھی تیار رہنا ہے۔

دوسرے نمبر پر تربیت ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جماعت کو اس رنگ میں تیار کیا جائے کہ وہ ایسے وقت میں جبکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک دُنیا حق کی طرف رجوع کرے تو اُن کو تعلیم دے سکیں۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم ہر جگہ حضرت امام عالی مقام کے ارشادات کی روشنی میں قرآن کریم کے پڑھنے پڑھانے کا منصوبہ بند طریق سے انتظام کریں۔ اور جماعت کے ہر فرد کو جلد سے جلد قرآن کریم پہلے ناظرہ پھر اُس کا ترجمہ اور مطلب سکھا دیں۔ قرآن کریم ہی وہ کتاب ہے جو تمام علوم کا مخزن ہے۔ اور اس کے علوم سے واقف اور آگاہ ہو جانے کے بعد جماعت اُن ذمہ داریوں سے بآسانی عہدہ برآ ہو سکتی ہے جو مستقبل میں ان کے کندھوں پر پڑنے والی ہیں۔ خدا کرے کہ ہم سب اپنے محبوب امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے تئیں خدا تعالیٰ کے بے شمار فضلوں اور برکتوں کے وارث بنالیں اور ہمارا آسمانی آقا ہم پر خوشنود ہو، آمین ۞

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۰ نومبر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۱۶ نومبر کی رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے اچھی ہے۔ الحمدللہ۔

— محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالےٰ خیریت سے ہیں۔
الحمدللہ!

خطبہ جمعہ

انگلستان، یورپ اور دنیا کی دیگر اقوام کے نام امن کا پیغام اور ایک حرف انتباہ

اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور محمد رسول اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے سایہ تلے جمع ہو جاؤ

تاکہ

تم ایک نہایت ہی عظیم تباہی سے بچ سکو

لنڈن کے وانڈز ورتھ ہال میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کا بیان فرمودہ بصیرت افروز مضمون!

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۰ر اکتوبر ۱۹۶۷ء بمقام مسجد مبارک ربوہ

مرتبہ: مکرم مولوی محمد صادق صاحب سماٹری

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-
دوست جانتے ہیں کہ سفر یورپ پر جب میں گیا تھا تو لنڈن میں وانڈزورتھ ہال میں

...میں نے انگریزی میں ایک مضمون پڑھا تھا

جس میں انگلستان اور یورپ کے رہنے والوں بلکہ ساری دنیا کی اقوام کو مخاطب کر کے انہیں اس طرف دعوت دی گئی تھی کہ اگر وہ اپنے رب اپنے خالق کی طرف رجوع نہیں کریں گے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے سایہ تلے جمع نہ ہوں گے تو ایک نہایت ہی عظیم تباہی ان کے لئے مقدر ہو چکی ہے جو قیامت کا نمونہ ہوگی۔
میرا یہ مضمون

تبلیغ کے لحاظ سے بڑا ہی مفید

ثابت ہو رہا ہے جو محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے جب ہمارے گورنر جنرل گیمبیا نے یہ مضمون ریویو آف ریلیجنز میں پڑھا تو انہوں نے مزید کاپیوں کی خواہش ظاہر کی کہ وہ اپنے دوستوں کو بھی یہ مضمون پڑھانا چاہتے ہیں
کل ہی امام کمال یوسف کا ڈنمارک سے خط آیا ہے کہ افسوس ہے کہ ابھی تک اس کا ترجمہ ڈینش زبان میں نہیں ہو سکا لیکن ہر اس شخص نے جس کو یہ مضمون پڑھایا ہے احمدی تھے یا غیر احمدی یا زیر تبلیغ تھے ہر ایک نے یہ مضمون پڑھنے کے بعد اس بات پر زور دیا ہے کہ اس مضمون کا جلد ترجمہ ہونا چاہیئے ڈینش زبان میں اور وسیع اشاعت ہونی چاہیئے۔
پھر اس پیغام کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ پر بھی جس کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے اسلام کے خدا کی حقیقی شناخت کی اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے احسانوں کی معرفت کی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام کو پہچاننے کی۔ اس پر بھی

اس دعوت کے نتیجہ میں ذمہ داریاں

پہلے سے بڑھ گئی ہیں۔ کیونکہ جب ہم ان اقوام کو جو دنیوی علوم میں بہت بلندیاں حاصل کر چکی ہیں اسلام کی طرف دعوت دیتے ہیں اور انہیں جھنجھوڑتے ہیں اور انہیں یہ بتاتے ہیں کہ اسلام لے آؤ۔ اسلام کے اللہ کی شناخت کرو۔ اس کی طرف رجوع کرو اس کی محبت اپنے دل میں پیدا کرو تو اگر وہ ہماری بات مان لیں اور کہیں کہ اچھا ہم اسلام کو سمجھنے کے لئے تیار ہیں آؤ اور ہمیں اسلام سمجھاؤ تو اس وقت ہمارے پاس اتنے آدمی مرد و عورت جوان بڈھے ہونے چاہئیں کہ اس مطالبہ کو پورا کر سکیں۔
اب جب ہم نے جھنجھوڑ کے ان اقوام کو اسلام کی طرف بلایا ہے یہ ذمہ داری ہم پر اور بھی بڑھ گئی۔ تو ذمہ داری کا احساس کرنے کے لئے آج میں وہی مضمون اردو میں اپنے دوستوں کو یہاں سنانا چاہتا ہوں۔ کیونکہ

مجھ پر اثر یہ ہے

کہ بہت سے لکھے پڑھے احمدی بھی باقاعدگی کے ساتھ جماعت کے رسالوں اور اخبارات کو نہیں پڑھتے جب تک جماعت کے ہر فرد کو یہ علم نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے کس قدر احسان اور کس رنگ میں جماعت پر ہو رہے ہیں اللہ تعالیٰ کا شکر دل میں پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور جب تک جماعت کے ہر فرد کو یہ پتہ نہ ہو کہ جماعت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بار بار یہ اور جماعت سے کیا کام لینا چاہتا ہے اس وقت تک اس کام کی ادائیگی کی ذمہ داری کا احساس ان کے دل میں پیدا نہیں ہو سکتا۔
اس لئے یہ احساس پیدا کرنے کے لئے اور یہ بتانے کے لئے کہ میں نے کس رنگ میں اور کن الفاظ میں ان اقوام کو مخاطب کیا ہے۔

اس مضمون کو آپ کے سامنے پڑھنا چاہتا ہوں

اس کے مخاطب جیسا کہ میں نے کہا ہے وہ اقوام ہیں جو دہریہ ہیں یا عیسائی ہیں یا لامذہب ہیں۔ میں نے ان اقوام کو مندرجہ ذیل الفاظ میں مخاطب کیا تھا۔

امن کا پیغام اور ایک حرف انتباہ

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-
"احمدیہ جماعت کے امام کی حیثیت میں مجھے ایک روحانی مقام پر فائز ہونے کی عزت حاصل ہے۔ اس حیثیت میں مجھ پر بعض اہم ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ جن کو میں آخری سانس تک نظر انداز نہیں کر سکتا۔ میری ان

ذمہ داریوں کا دائرہ تمام بنی نوع انسان تک وسیع ہے اور اس حقیقت اخوت کے اعتبار سے مجھے ہر انسان سے پیار ہے۔

احباب کرام! انسانیت اس وقت ایک خطرناک تباہی کے کنارے پر کھڑی ہے۔ اس سلسلہ میں میں آپ کے لئے اور اپنے تمام بھائیوں کے لئے

ایک اہم پیغام لایا ہوں

موقعہ کی مناسبت کے پیش نظر میں اسے مختصراً بیان کرنے کی کوشش کروں گا۔

میرا یہ پیغام امن صلح اور انسانیت کے لئے امید کا پیغام ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ آپ پورے غور کے ساتھ میری ان مختصر باتوں کو سنیں گے۔ اور اور پھر ایک غیر متعصب دل اور روشن دماغ کے ساتھ ان پر غور کریں گے

میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ۱۸۳۵ء انسانی تاریخ میں ایک نہایت ہی اہم سال تھا کیونکہ اسی سال شمالی ہند کے ایک غیر معروف اور گمنام گاؤں قادیان کے ایک ایسے گھرانہ میں جو ایک وقت تک اس علاقہ کا شاہی گھرانہ رہنے کے باوجود شاہزادگی کی سب شان و شوکت کھو بیٹھا تھا۔ ایک ایسے بچے کی پیدائش ہوئی جس کے لئے مقدر تھا کہ وہ نہ صرف روحانی دنیا میں بلکہ مادی دنیا میں بھی

ایک انقلاب عظیم پیدا کرے

اس بچے کا نام اس کے والدین نے مرزا غلام احمد رکھا۔ اور بعد میں وہ مرزا غلام احمد قادیانی کے نام سے اور مسیح اور مہدی کے خدائی القاب سے مشہور ہوئے علیہ السلام

مگر قبل اس کے کہ میں اس روحانی اور مادی انقلاب عظیم پر روشنی ڈالوں میں آپ کی سوانح حیات نہایت مختصر الفاظ میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

تاریخی تحقیق سے

پتہ چلتا ہے

کہ آپ کی پیدائش ۱۳ فروری ۱۸۳۵ء میں ہوئی۔ اور جس زمانہ میں آپ پیدا ہوئے۔ وہ زمانہ نہایت جہالت کا زمانہ تھا اور لوگوں کی تعلیم کی طرف بہت کم توجہ تھی۔ یہاں تک کہ اگر کسی کے نام کوئی خط آتا تو اسے پڑھوانے کے لئے اسے بہت محنت اور مشقت برداشت کرنی پڑتی۔ اور بعض دفعہ تو ایسا بھی ہوتا کہ ایک لمبا عرصہ خط پڑھنے والا کوئی نہ ملتا۔

جہالت کے اس زمانہ میں آپ کے والد نے بعض معمولی پڑھے لکھے اساتذہ آپ کی تعلیم پر مقرر کئے۔ جنہوں نے آپ کو قرآن کریم پڑھنا سکھایا مگر وہ اس قابل نہ تھے کہ

معارف قرآنی اور اسرار روحانی کی ابتدائی تعلیم

بھی آپ کو دے سکیں۔ اس کے علاوہ ان اساتذہ نے عربی اور فارسی کی ابتدائی تعلیم آپ کو دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کو عربی اور فارسی پڑھنی آ گئی لیکن اس سے زیادہ آپ نے اساتذہ سے کوئی تعلیم حاصل نہیں کی۔ سوائے طب کی بعض کتب کے جو آپ نے اپنے والد سے پڑھیں۔ جو اس زمانہ میں ایک مشہور طبیب تھے۔

یہ تھی وہ کل تعلیم جو آپ نے درسی طور پر حاصل کی۔ اس میں شک نہیں کہ آپ کو

مطالعہ کا بہت شوق

تھا۔ اور آپ اپنے والد صاحب کے کتب خانہ کے مطالعہ میں بہت مشغول رہتے تھے۔ لیکن چونکہ اس زمانہ میں علم کی خاص قدر نہ تھی اور آپ کے والد کی خواہش تھی کہ وہ دنیوی کاموں میں اپنے والد کا ہاتھ بٹائیں اور روپیہ کمانے اور دنیا میں عزت کے ساتھ رہنے کے ڈھنگ سیکھیں اس لئے آپ کے والد آپ کو کتب کے مطالعہ سے ہمیشہ روکتے رہتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ زیادہ پڑھنے سے تمہاری صحت پر برا اثر پڑے گا۔

ظاہر ہے کہ اس قدر معمولی تعلیم کا مالک وہ عظیم کام ہرگز نہیں کر سکتا تھا جو اللہ تعالیٰ آپ سے لینا چاہتا تھا۔ اس لئے خدا خود آپ کا معلم اور استاد بنا۔ اور خود اس نے آپ کو معارف قرآنی اور اسرار روحانی اور دنیوی علوم کے بنیادی اصول سکھائے اور آپ کے ذہن کو اپنے نور سے منور کیا۔ اور اسے

قلم کی بادشاہت

اور بیان کا حسن اور تاثیر بھی عطا کی۔ اور آپ کے ہاتھ سے بیسیوں بے مثل کتب لکھوائیں اور بیسیوں شہرہ آفاق تقاریر کروائیں۔ جو علم اور معرفت کے خزانوں سے بھری ہوئی ہیں۔

۱۸۳۵ء کا سال اس قدر اہم اور اس سال پیدا ہونے والا بچہ اس قدر عظیم تھا کہ

پہلے نوشتوں میں اس کی پیدائش کی خبر

دی گئی تھی اس ضمن میں میں صرف ایک پیشگوئی بتانا چاہتا ہوں اور وہ پیشگوئی حضرت خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے جو آپ نے اس مولود کے متعلق قریباً تیرہ صد سال قبل دی تھی۔ اور وہ یہ ہے۔ آپ نے فرمایا:۔

إِنَّ لِمَهْدِيِّنَا آيَتَيْنِ لَمْ تَكُونَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ يَنْكَسِفُ الْقَمَرُ لِأَوَّلِ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ وَتَنْكَسِفُ الشَّمْسُ فِي النِّصْفِ مِنْهُ وَلَمْ تَكُونَا مُنْذُ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ۔

دار قطنی جلد اول ص۱۸۸۔

مؤلفہ حضرت علی بن عمر احمد الدار قطنی مطبوعہ مطبع الفاروقی

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ امت مسلمہ میں بہت سے جھوٹے دعویدار کھڑے ہوں گے جو یہ دعوے کریں گے کہ وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق مہدی ہیں حالانکہ وہ مہدی نہ ہوں گے۔ مہدویت کا سچا دعویدار وہ ہوگا جس کی صداقت کے ثبوت کے لئے آسمان دو نشان ظاہر کرے گا۔ یعنی

چاند اور سورج اس کی سچائی پر گواہ ٹھہریں گے

اس طرح کہ رمضان کے مہینے میں چاند گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات یعنی ۱۳ ماہ رمضان کو چاند گرہن ہوگا اور اسی رمضان میں سورج گرہن ہونے کے درمیانے دن یعنی ۲۸ رمضان کو سورج گرہن ہوگا۔ مہینوں میں سے ماہ رمضان کی تعیین اور چاند کے لئے پہلی رات کی تعیین اور سورج کے لئے درمیانے دن کی تعیین غیر معمولی تعیین ہے جو انسانی طاقت اور علم اور فہم سے بالا ہے۔

چنانچہ جب وقت آیا تو ایک مدعی نے واقعی ظہور کیا اور دعویٰ کیا کہ میں مہدی ہوں اور اس کے دعویٰ کے ثبوت کے طور پر دونوں نشان یعنی چاند اور سورج گرہن جس طرح کہ پیشگوئی میں بتائے گئے تھے۔ ظہور میں آئے۔ پس یہ ایک غیر معمولی اور معجزانہ پیشگوئی تھی جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے مہدی کے لئے کی تھی اور جیسا کہ واقعات نے ثابت کیا کہ پیشگوئی اپنے ظہور سے قریباً تیرہ صد سال قبل کی گئی تھی۔ یہ پیشگوئی انسانی عقل اور قیاس اور علم سے بالا ہے۔

پھر یہ پیشگوئی اس طرح پوری ہوئی کہ وہ عظیم بچہ جو ۱۸۳۵ء میں پیدا ہوا تھا جس نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر ۱۸۹۱ء میں یہ اعلان کیا کہ وہی موعود مہدی ہے اور اپنے دعوے کی صداقت کے ثبوت کے لئے ہزاروں عقلی اور نقلی دلائل اور آسمانی تائیدات اور ایسی پیشگوئیاں جن میں سے بہت سی اس کے زمانہ میں پوری

ہو چکی تھیں۔ اور بہت تھیں جن کے پورا ہونے کا وقت ابھی بعد میں آنے والا تھا دنیا کے سامنے پیش کیں مگر وقت کے علماء نے اس کے دعوے کو جھٹلایا اور انکار کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی کہ مہدی کے لئے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی معین تاریخوں میں چاند اور سورج کا گرہن بطور علامت کے بیان کیا تھا۔ چونکہ اس پیشگوئی کے مطابق چاند اور سورج کو گرہن نہیں لگا اس سے ثابت ہوا کہ آپ اپنے دعوے میں سچے نہیں لیکن وہ قادر و توانا خدا جو اپنے وعدہ کا سچا اور اپنے مخلص عباد کے ساتھ وفا اور پیار کا سلوک کرنے والا ہے۔ اس نے عین اپنے وعدہ اور

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق

۱۸۹۴ء کے رمضان میں معینہ تاریخوں میں چاند اور سورج کو گرہن کی حالت میں کر دیا۔ اور دنیا پر یہ ثابت کر دیا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خدا اور ہر دو جہان کا رب بڑی عظمت اور جلال اور قدرت کا مالک ہے۔ نہ صرف ایک دفعہ بلکہ یہی نشان رمضان ہی کے مہینہ میں اور عین معینہ تاریخوں پر ۱۸۹۵ء میں دوسری دنیا کو دکھایا تا مشرق اور مغرب اور پرانی اور نئی دنیا کے بسنے والے اللہ تعالےٰ کی عظمت اور قدرت اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے روحانی فرزند حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی صداقت کے گواہ ٹھہریں پس عظیم ہے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) جس نے اپنے خدا سے علم پا کر یہ معجزانہ پیشگوئی فرمائی اور عظیم ہے آپ کا وہ روحانی فرزند جس کے حق میں وہ پوری ہوئی۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد سے حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے زمانہ تک اگرچہ کئی پیدا ہوئے جنہوں نے مہدی ہونے کا دعوےٰ کیا مگر ان میں سے حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے علاوہ کوئی بھی ایسا نہیں تھا جس کی مہدویت کی صداقت پر چاند اور سورج گواہ بنے ہوں۔ یہ ایک بات ہی اس امر کے لئے کافی ہے کہ آپ ٹھنڈے دل اور گہرے فکر سے اس مدعی کے دعوے پر غور کریں جس کا پیغام میں آج آپ تک پہنچا رہا ہوں اور جس کی عظمت اور صداقت پہ چاند اور سورج بطور گواہ کھڑے ہیں۔

سورج اور چاند کی شہادت تو میں بیان کر چکا۔ اب آیئے

زمین کی آواز سنیں

وہ کیا کہتی ہے۔

حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود مہدی معہود علیہ السلام کی بعثت کی وجہ سے اور آپ کی صداقت کے ثبوت میں زمین پر ایک حیرت انگیز اور محیّر العقول مادی اور روحانی انقلاب ہونا مقدر تھا۔

درحقیقت تمام انقلابات اور تمام تاریخی تغیرات اسی ایک انقلاب کے سلسلہ کی مختلف کڑیاں ہیں جو آپ کے دنیا میں مبعوث ہونے کے ساتھ شروع ہوا تھا۔ اور جو آپ کی صداقت کے ثبوت کے طور پر بطور گواہ کے ہے۔ مزید برآں یہ سب انقلابات اور انسانی تاریخ کے سب اہم موڑ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور مسیح موعودؑ کی پیشگوئیوں کے مطابق ہیں۔

چند مثالیں

پیش کرتا ہوں۔

آپ کے دعوے کے وقت مہذب اور فاتح مغربی طاقتوں کے مقابلہ میں کسی مشرقی طاقت کا کوئی وجود نہ تھا لیکن ۱۹۰۴ء میں آپ نے دنیا کو یہ بتایا کہ عنقریب مہذب اور فاتح مغربی طاقتوں کے رقیب کی حیثیت میں دنیا کے اُفق پر ایسی مشرقی طاقتیں اُبھرنے والی ہیں جن کی طاقت کا لوہا مغربی طاقتوں کو بھی ماننا پڑے گا۔ چنانچہ جلدی اس کے بعد جنگ روس و جاپان میں جاپان نے فتح پائی اور وہ ایک مشرقی طاقت کے طور پر اُفق دنیا پر نمودار ہوا۔

پھر دوسری جنگ عظیم میں جب جاپان کو شکست کا سامنا کرنا پڑا تو چین ایک مشرقی طاقت کی حیثیت میں اس دنیا پر اپنی پوری مشرقیت اور طاقت کے ساتھ نمودار ہوا اور انسانی تاریخ میں ان ہر دو طاقتوں کے عروج کے ساتھ ایک نیا موڑ آیا جن کے اثرات انسانی تاریخ میں اتنے وسیع اور اہم ہیں کہ کوئی شخص ان سے انکار نہیں کر سکتا۔ اور یہ جو کچھ ہوا الٰہی منشاء اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے عین مطابق ہوا!

ہمارے زمانے کا دوسرا اہم واقعہ

جس سے قریباً ساری دنیا کسی نہ کسی رنگ میں متاثر ہوئی ہے۔ زار روس اور شاہی نظام کی کامل تباہی اور بربادی اور کمیونزم کا برسر اقتدار آنا ہے۔ روسی انقلاب کا عظیم سانحہ جس نے دنیا کی تاریخ کا رُخ ایک خاص سمت موڑ دیا ہے۔ بھی آپ کی پیشگوئی کے عین مطابق ظہور میں آیا۔ آپ نے ۱۹۰۵ء میں زار روس اور شاہی خاندان اور شہنشاہیت کی کامل تباہی اور زبوں حالی کی خبر دی تھی۔ اور یہ حیرت انگیز اتفاق ہے کہ اسی سال پیشگوئی کے چند ماہ بعد ہی وہ سیاسی پارٹی معرض وجود میں آئی جو قریباً بارہ تیرہ سال بعد شاہی خاندان اور شاہی نظام حکومت کی تباہی کا باعث بنی اور اس کے بعد کمیونزم پہلے روس میں اور پھر دنیا کے دیگر علاقوں میں برسر اقتدار آیا۔ یہ ایک ایسی کھلی ہوئی بات ہے جس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔

زار روس کی تباہی اور کمیونزم کا غلبہ

اور اقتدار تاریخ انسانیت کا نہایت دُکھ دہ المیہ اور اہم ترین واقعہ ہے جس کے پڑھنے سے گو دل میں درد تو پیدا ہوتا ہے لیکن اسے نظر انداز کرنا ممکن نہیں۔ دُنیا کا کوئی ملک بھی بشمول آپ کے ملک کے۔ اس کے اثر سے بچ نہیں سکا لیکن ہمارے لئے ان تبدیلیوں پر حیران ہونے یا تشویش کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ کیونکہ ان تغیرات کی سمت۔ رفتار اور شدت کے بارے میں ہمیں مسیح موعود علیہ السلام نے پہلے ہی خبریں دے دی تھیں۔ اور آئندہ اپنے وقت پر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ کس طرح یہ تغیرات خدائی ارادے کی تکمیل میں ممد ہوئے۔ ہمیں بتایا گیا تھا کہ مسیح موعود اور مہدی معہودؑ کے زمانہ میں وہ طاقتیں ایسی اُبھریں گی کہ دُنیا ان میں بٹ جائے گی۔ اور کوئی اور طاقت ان کا مقابلہ نہ کر سکے گی۔ پھر وہ ایک دوسرے کے خلاف جنگ کر کے اپنی تباہی کا سامان پیدا کریں گی۔

لیکن صرف ایک جنگ کے بارے میں ہی پیشگوئی نہیں تھی بلکہ بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے

پانچ عالمگیر تباہیوں کی خبر

دی ہے۔

پہلی جنگ عظیم کے متعلق آپ نے فرمایا تھا کہ دُنیا سخت گھبرا جائے گی۔ مسافروں کے لئے وہ وقت سخت تکلیف کا ہوگا۔ ندیاں خونوں سے سُرخ ہو جائیں گی۔ یہ آفت یک دم اور اچانک آ جائے گی۔ اس صدمہ سے جوان بوڑھے ہو جائیں گے۔ بہت سے لوگ اسی تباہی کی ہولناکیوں سے دیوانے ہو جائیں گے۔ یہی زمانہ زار روس کی تباہی کا ہوگا۔ اس زمانے میں کمیونزم کا بیج دُنیا میں بویا جائے گا۔ جنگی بیڑے تیار رکھے جائیں گے اور خطرناک سمندری لڑائیاں لڑی جائیں گی۔ حکومتوں کا تختہ اُلٹ دیا جائے گا۔ شہر قبرستان بن جائیں گے۔

اس تباہی کے بعد ایک اور عالمگیر تباہی آئے گی جو اس سے وسیع پیمانے پر ہوگی اور زیادہ خوفناک نتائج کی حامل ہوگی وہ دُنیا کا نقشہ ایک دفعہ پھر بدل دے گی اور قوموں کے مقدّر کو نئی شکل دے دیگی۔ کمیونزم بہت زیادہ قوت حاصل کر لے گی اور اپنی مرضی منوانے کی طاقت اس میں پیدا ہو جائے گی۔ اور وہ وسیع و عریض رقبہ پر چھا جائے گی۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا مشرقی یورپ کے بہت سے حصے کمیونسٹ ہو گئے۔ اور چین کے ستر کروڑ باشندے بھی اسی راستے پر چل پڑے اور ایشیا اور افریقہ کی اُبھرتی ہوئی قوموں میں

کمیونزم کا اثر و نفوذ

بہت بڑھ گیا ہے۔ دنیا دو متحارب گروہوں میں منقسم ہو گئی ہے جن میں سے ہر ایک جدید ترین جنگی ہتھیاروں سے لیس اور اس بات کے لئے تیار ہے کہ انسانیت کو موت و تباہی کی بھڑکتی ہوئی جہنم میں دھکیل دے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک تیسری جنگ کی بھی خبر دی ہے جو پہلی دونوں جنگوں سے زیادہ تباہ کن ہوگی۔ دونوں مخالف گروہ ایسے اچانک طور پر ایک دوسرے سے ٹکرائیں گے کہ ہر شخص دم بخود رہ جائے گا۔ آسمان سے موت اور تباہی کی بارش ہوگی اور خوفناک شعلے زمین کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گے۔ نئی تہذیب کا قصر عظیم زمین پر آ رہے گا۔ دونوں متحارب گروہ یعنی روس اور اس کے ساتھی ——— اور امریکہ اور اس کے دوست ہر دو تباہ ہو جائیں گے۔ ان کی طاقت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی۔ ان کی تہذیب و ثقافت برباد اور ان کا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ بچ رہنے والے حیرت اور استعجاب سے دم بخود اور ششدر رہ جائیں گے۔

روس کے باشندے نسبتاً جلد اس تباہی سے نجات پائیں گے اور بڑی وضاحت سے یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ اس ملک کی آبادی پھر جلد ہی بڑھ جائے گی۔ اور وہ اپنے خالق کی طرف رجوع کریں گے۔ اور ان میں کثرت سے اسلام پھیلے گا۔ اور وہ قوم جو زمین سے خدا کا نام اور آسمان سے اس کا وجود مٹانے کی شیخیاں بگھار رہی ہے وہی قوم اپنی گمراہی کو جان لے گی اور حلقہ بگوش اسلام ہو کر اللہ تعالیٰ کی توحید پر پختگی سے قائم ہو جائے گی۔

شاید آپ اسے ایک افسانہ سمجھیں مگر وہ جو اس عالمگیر تباہی سے بچ نکلیں گے اور زندہ رہیں گے وہ دیکھیں گے کہ یہ خدا کی باتیں ہیں اور اس قادر و توانا کی باتیں ہمیشہ پوری ہی ہوتی ہیں کوئی طاقت انہیں روک نہیں سکتی۔!!

پس تیسری عالمگیر تباہی کی انتہا

اسلام کے عالمگیر غلبہ اور اقتدار کی ابتداء

ہوگی اور اس کے بعد بڑی سرعت کے ساتھ اسلام ساری دنیا میں پھیلنا شروع ہوگا۔ اور لوگ بڑی تعداد میں اسلام قبول کر لیں گے اور یہ جان لیں گے کہ صرف اسلام ہی ایک سچا مذہب ہے اور یہ کہ انسان کی نجات صرف محمد الرسول اللہ کے پیغام کے ذریعہ حاصل ہو سکتی ہے۔

اب ظاہر ہے کہ پہلے جاپان اور چین کا پیشگوئی کے مطابق مشرقی طاقت کے رنگ میں افق پر ابھرنا۔

روس کے شاہی خاندان اور شاہی نظام کی تباہی۔ اس کی بجائے بالزم کا قیام اور سیاسی اقتدار اور پھر دنیا میں ان کا نفوذ بڑھنا۔ پہلی عالمگیر جنگ جس نے دنیا کا نقشہ بدل دیا اور پھر دوسری عالمگیر جنگ جس نے دوبارہ دنیا کا نقشہ بدل دیا ایسے اہم واقعات ہیں جو تاریخ انسانیت میں سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

یہ سب واقعات اسی طرح ظہور میں آئے جس طرح کہ ان کی پہلے خبر دی گئی تھی۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے مقصد کو پورا کر کے ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو اپنے خدا کے حضور حاضر ہو گئے۔ ان تمام پیشگوئیوں کی اس سے قبل ہی وسیع پیمانے پر اشاعت ہو چکی تھی اس لئے یہ بات یقینی ہے کہ اسلام کے عالمگیر غلبہ کے متعلق جو پیش خبریاں دی گئیں اور ثبوت کی گئی ہے وہ بھی ضرور اپنے وقت پر پوری ہوں گی کیونکہ یہ پیش خبریاں ایک ہی سلسلہ کی مختلف کڑیاں ہیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ اسلام کے غلبہ اور

اسلامی صبح صادق کے طلوع کے آثار

ظاہر ہو رہے ہیں گو ابھی دھندلے ہیں لیکن اب بھی ان کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ اسلام کا سورج اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ طلوع ہوگا اور دنیا کو منور کرے گا لیکن پہلے اس سے کہ یہ واقع ہو ضروری ہے کہ دنیا ایک اور عالمگیر تباہی میں سے گذرے۔ ایک ایسی خونی تباہی جو بنی نوع انسان کو جھنجھوڑ کر رکھ دے گی لیکن یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ یہ ایک انذاری پیشگوئی ہے اور انذاری پیشگوئیاں توبہ اور استغفار سے التواء میں ڈالی جا سکتی ہیں بلکہ ٹل بھی سکتی ہیں اگر انسان اپنے رب کی طرف رجوع کرے اور توبہ کرے اور اپنے اطوار درست کر لے۔ وہ اب بھی خدائی غضب سے بچ سکتا ہے اگر وہ دولت اور طاقت اور عظمت کے جھوٹے خداؤں کی پرستش چھوڑ دے اور اپنے رب سے حقیقی تعلق قائم کرے۔ فسق و فجور سے باز آ جائے۔

حقوق اللہ اور حقوق العباد

ادا کرنے لگے اور بنی نوع انسان کی سچی خیر خواہی اختیار کر لے مگر اس کا انحصار تو ان قوموں پر ہے جو اس وقت طاقت اور دولت اور قومی عظمت کے نشہ میں مست ہیں کہ آیا وہ اس مستی کو چھوڑ کر روحانی لذت اور سرور کے خواہاں ہیں یا نہیں؟ اگر دنیا نے دنیا کی مستیاں اور سرمستیاں نہ چھوڑیں تو پھر یہ انذاری پیشگوئیاں ضرور پوری ہوں گی اور دنیا کی کوئی طاقت اور کوئی مصنوعی خدا دنیا کو موعودہ ہولناک تباہیوں سے بچا نہ سکے گا۔

پس اپنے پر اور اپنی نسلوں پر رحم کریں اور خدا کے رحیم و کریم کی آواز کو سنیں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے اور صداقت کو قبول کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا کرے۔

اب میں مختصراً اس

روحانی انقلاب کا ذکر

کرتا ہوں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم روحانی فرزند کے ذریعہ دنیا میں رونما ہوا تھا۔ مگر یہ نہ بھولنا چاہیئے کہ آپ کی بعثت کے زمانہ میں اسلام انتہائی کس مپرسی اور تنزل کی حالت میں تھا۔ علم مسلمان کے پاس نہ تھا۔ دولت سے وہ محروم تھے۔ صنعت و حرفت میں ان کا کوئی مقام نہ تھا۔ تجارت ان کے ہاتھ سے نکل چکی تھی۔ سیاسی اقتدار وہ کھو چکے تھے۔ اور حقیقی معنی میں تو دنیا کے کسی حصہ میں وہ صاحب اختیار و حاکم نہ رہے تھے اخلاقی حالت بھی ابتر تھی اور شکست خوردہ ذہنیت ان میں پیدا ہو چکی تھی اور پھر اجڑنے اور

زندہ قوموں کی صف

میں کھڑے ہونے کی کوئی امنگ باقی نہ رہی تھی۔ اسلام کی مخالفت کا یہ حال تھا کہ دنیا کی سب طاقتیں اسلام پر حملہ آور ہو رہی تھیں اور اسلام کو سر چھپانے کے لئے کہیں جگہ نہ مل رہی تھی۔ عیسائیت سب میں پیش پیش تھی اور اسلام کی سب سے بڑی دشمن۔ عیسائی منّاد کثرت سے دنیا میں پھیل گئے تھے۔ عیسائی دنیا کی دولت اور سیاسی اقتدار ان منّاد کی مدد کو ہر وقت تیار تھا اور ان کا پہلا اور پھر پورا زور اسلام کے خلاف تھا۔ اسے اپنی فتح کا اتنا یقین تھا کہ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ دنیا میں اعلان کیا گیا کہ

۱۔ بر اعظم افریقہ عیسائیت کی جیب میں ہے۔

۲۔ ہندوستان میں دیکھنے کو بھی مسلمان نہ ملے گا اور

۳۔ وقت آگیا ہے کہ مکہ معظمہ پر عیسائیت کا جھنڈا لہرائے گا

حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام کی اپنی حالت یہ تھی کہ ابھی گنتی کے چند غریب مسلمان آپ کے گرد جمع ہوئے تھے۔ کوئی جتھہ کوئی دولت کوئی سیاسی اقتدار آپ کے پاس نہ تھا مگر وہ جس کے قبضہ قدرت میں ہر شئے ہے آپ کے ساتھ تھا اور اسی خدا نے آپ سے یہ کہا کہ دنیا میں منادی کر دو کہ اسلام کی تازگی کے دن آ گئے ہیں اور وہ دن دور نہیں جب اسلام تمام ادیان عالم پر اپنے دلائل اور اپنی روحانی تاثیرات کی رو سے غالب آ جائے گا۔

آگے چلنے سے قبل

ایک بات کی وضاحت

کردوں کہ اسلام ہمیں یہ سکھاتا ہے اور ہم تمام مسلمان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ مسیح ناصری علیہ السلام خدا کے ایک برگزیدہ نبی تھے اور اُن کی والدہ بھی نیکی میں ایک پاک نمونہ تھیں قرآن کریم نے ان دونوں کا ذکر عزت سے کیا ہے مریم علیہا السلام کو قرآن کریم نے پاکیزگی کی مثال کے طور پر پیش کیا ہے۔ اور قرآن کریم میں آپ کا ذکر انجیل کی نسبت زیادہ عزت کے ساتھ کیا گیا ہے۔ لیکن قرآن کریم ان دونوں کو معبود ماننے کے کلیسائی عقیدے کی سختی سے تردید فرماتا ہے۔ یہ بات اور عیسائی کلیسا کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت سے انکار کردو ایسے امور ہیں جو اسلام اور عیسائیت کے بنیادی اور اصولی اختلاف ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"میں ہر دم اسی فکر میں ہوں کہ ہمارا اور نصاریٰ کا کسی طرح فیصلہ ہو جائے میرا دل مردہ پرستی کے فتنہ سے خون ہوتا جاتا ہے اور میری جان عجب تنگی میں ہے اس سے بڑھ کر اور کونسا دلی درد کا مقام ہوگا کہ ایک عاجز انسان کو خدا بنا لیا گیا اور ایک مشت خاک کو رب العالمین سمجھا گیا۔ میں کبھی کا اس غم سے فنا ہو جاتا اگر میرا مولیٰ اور میرا قادر توانا مجھے تسلی نہ دیتا کہ آخر توحید کی فتح ہے غیر معبود ہلاک ہوں گے اور جھوٹے خدا اپنی خدائی کے وجود سے منقطع کئے جائیں گے مریم کی معبودانہ زندگی پر موت آئے گی اور نیز اس کا بیٹا اب ضرور مرے گا خدا تعالیٰ قادر فرماتا ہے کہ اگر میں چاہوں تو مریم اور اس کے بیٹے عیسیٰ اور تمام زمین کے باشندوں کو ہلاک کردوں۔ سو اب اس نے چاہا ہے کہ ان دونوں کی جھوٹی معبودانہ زندگی کو موت کا مزہ چکھا دے سو اب دونوں مریں گے کوئی ان کو بچا نہیں سکتا اور وہ تمام خراب استعدادیں بھی مریں گی جو جھوٹے خداؤں کو قبول کر لیتی تھیں نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان ہوگا۔ اب وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا اور بعد اس کے توبہ کا دروازہ بند ہوگا۔ کیونکہ داخل ہونے والے بڑے زور سے داخل ہو جائیں گے اور وہی باقی رہ جائیں گے جن کے دل پر فطرت سے دروازے بند ہیں اور نور سے نہیں بلکہ تاریکی سے محبت رکھتے ہیں۔ قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام۔ اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا نہ کند ہوگا۔ جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں ملکوں میں پھیلے گی اس دن نہ کوئی مصنوعی خدا اور خدا کا ایک ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دے گا لیکن نہ کسی تلوار سے اور نہ کسی بندوق سے بلکہ مستعد روحوں کو روشنی عطا کرنے سے اور پاک دلوں پر ایک نور اتارنے سے۔ تب یہ باتیں جو میں کہتا ہوں سمجھ میں آئیں گی"

(تبلیغ رسالت جلد ششم ص ۹)

ان زبردست پیشگوئیوں کے بعد تو

دُنیا کا نقشہ ہی بدل گیا

افریقہ کا دیس براعظم عیسائیت کے جھنڈے تلے جمع ہونے کی بجائے اسلام کے خنک اور سرور بخش سایہ تلے جمع ہو رہا ہے۔ ہندوستان میں یہ حالت ہے کہ احمدی نوجوانوں سے بات کرتے ہوئے بھی بڑے بڑے پادری گھبراتے ہیں اور مکہ پر عیسائیت کا جھنڈا لہرانے کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہوا۔ اور نہ کبھی ہوگا (انشاء اللہ)

غلبۂ اسلام کے متعلق جو بشارتیں دی گئی تھیں ان کے پورا ہونے کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں مگر جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں ایک تیسری عالمگیر تباہی کی بھی خبر دی گئی ہے جس کے بعد اسلام۔ پوری شان کے ساتھ دنیا پر غالب ہوگا۔ مگر یہ بشارت بھی دی گئی ہے کہ توبہ اور اسلام کی بتائی ہوئی راہیں اختیار کرنے سے یہ تباہی ٹل بھی سکتی ہے اب یہ آپ کے اختیار میں ہے کہ اپنے خدا کی معرفت حاصل کرنے اور اس کے ساتھ سچا تعلق پیدا کرکے خود کو اور اپنی نسلوں کو اس تباہی سے بچا لیں یا اس سے دوری کی راہیں اختیار کرکے خود کو اور اپنی نسلوں کو ہلاکت میں ڈالیں۔ ڈرانے والے عظیم انسان نے خدا اور محمد کے نام پر (مندرجہ ذیل الفاظ میں) آپ کو ڈرایا ہے۔ اور اپنا فرض پورا کر دیا ہے۔ میری یہ دعا ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو اپنا فرض پورا کرنے کی توفیق دے میں اپنی تقریر

اس عظیم شخص کے اپنے الفاظ

پر ختم کرتا ہوں۔

"یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے۔ پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض ان میں سے قیامت کا نمونہ ہوں گے اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہیں ہوں گے۔ اور زمین پر اس قدر تباہی آئے گی کہ اس روز سے انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین و آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں اُن کا پتہ نہیں ملے گا۔ تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہوگا کہ یہ کیا ہونے والا ہے اور بہتیرے نجات پائیں گے اور بہتیرے ہلاک ہو جائیں گے وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے۔ یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی ہے اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں۔ اگر میں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا۔ اور توبہ کرنے والے امان پائیں گے اور وہ جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں اُن پر رحم کیا جائے گا۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں ... امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ انسانی کاموں کا اس دن خاتمہ ہوگا یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے۔

احمدیت اُمید اور زندگی کا پیغام ہے

(از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی انچارج احمدیہ مسلم مشن کلکتہ)

آج دُنیا ایک نازک دَور میں سے گذر رہی ہے۔ ہر طرف ہلاکت و بربادی منہ کھولے کھڑی ہے۔ سائنس کی ترقی کے ساتھ ساتھ تباہ کن آلات اور خوفناک ہتھیار ایجاد ہو رہے ہیں۔ عالمگیر جنگ کے بادل سروں پر منڈلا رہے ہیں۔ ایک طرف اگر دہریت و الحاد کا دور دَورہ ہے تو دُوسری طرف یہ خدا پرست مسلمان دن بدن تنزّل و ادبار کی طرف جا رہے ہیں۔ اور مایوسی اور ناامیدی کا شکار ہو رہے ہیں۔ آج ان کی حالت قابلِ رحم ہے۔ وہ جس ملک میں بھی پائے جاتے ہیں اپنی ہمسایہ اقوام سے پیچھے ہیں۔ جن ممالک میں اسلامی حکومت قائم بھی ہے اُن کا مقابلہ اگر غیر اسلامی ممالک سے کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان ان اقوام کے مقابلہ میں تجارتی۔ اقتصادی۔ معاشرتی اور سیاسی اعتبار سے کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتے۔ گذشتہ ایام میں مشرق وسطیٰ کی جنگ میں نوزائیدہ یہودی مملکت اسرائیل کے مقابلہ میں عرب سلطنتوں کی فوجی طاقت کا بھرم کھل کر رہ گیا ہے۔ اور آج وہ اِس مسئلہ کے حل کے لئے غیر ملکوں کی امداد کی طرف نظریں لگا کر بیٹھے ہیں۔ اس غیر متوقع شکست کے باوجود اُن میں ابھی تک اتحاد نہیں ہو سکا۔ ان حالات میں مسلمانوں کے اندر یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ وہ مذہب اسلام کے پیرو ہونے کے باوجود نہ صرف دوسری اقوام سے آگے نہیں بڑھ سکتے بلکہ اُن کے ساتھ ساتھ چلنے کے بھی قابل نہیں۔ اِس احساس کی وجہ سے وہ اپنے مستقبل سے مایوس اور اسلام کی اُس انقلابی طاقت سے ناامید ہو چکے ہیں جس نے تھوڑے ہی عرصہ میں عرب جیسی جاہل اور غیر متمدن قوم کو عارف باللہ اور حکمران بنا دیا۔ اور نہ صرف عرب بلکہ دیگر ممالک میں بھی آہستہ آہستہ اسلام پھیل گیا۔

اگر مسلمانوں کی موجودہ حالت کا جائزہ لے کر اس تنزّل و ادبار کے اسباب معلوم کئے جائیں تو صاف نظر آتا ہے کہ مسلمان صرف نام کے مسلمان ہیں۔ ایک طرف شریعت اسلامیہ کو اپنانا اور اُس کی تعلیم پر عمل کرنا ان کیلئے مشکل ہو رہا ہے تو دوسری طرف اُن کے اندر افتراق و انشقاق پیدا ہو چکا ہے۔ جس کی وجہ سے اتحادِ عمل باقی نہیں رہا۔ چنانچہ مراکش کے شاہ حسن نے عربوں اور اسرائیل کی جنگ میں عربوں کی افسوسناک شکست کے سانحہ پر اظہارِ درد کرتے ہوئے کہا:۔

"عربوں کی شکست کی سب سے بڑی وجہ عرب ریاستوں کا عدم اتحاد اور مسلمانوں کے بڑھتے ہوئے گناہ ہیں۔ خدا نے ہمیں ہمارے گناہوں کی سزا دی ہے۔ اور ہمیں متحد ہونے کی ہدایت کی ہے ..... خدا نے ہمیں ایک اور موقع دیا ہے کہ ہم اس کے دئے ہوئے احکامات کی پابندی کریں۔ اور اپنی زندگی کو خدائی قانون کے مطابق ڈھالیں۔ خدا نے ہم سے اِس لئے آنکھیں موڑ لیں کہ ہم خود اُس سے دُور ہو گئے"

(روزنامہ جنگ کراچی ۱۴ر جون ۱۹۶۷ء)

شاہ مراکش نے مسلمانوں کی مرض کی صحیح نشاندہی کی ہے۔ مسلمانوں کی موجودہ حالت کی اِصلاح کے لئے انسانی تدابیر بیکار نظر آ رہی ہیں اور بڑی شدّت سے یہ ضرورت محسوس کی جا رہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی مصلح اور مامور ظاہر ہو جو مسلمانوں کو پھر ایک نقطۂ مرکزی پر جمع کرے اور شریعت اسلامیہ کو دوبارہ زندہ۔ قائم اور جاری کرے اور ایک رُوحانی۔ اخلاقی۔ اقتصادی اور معاشرتی انقلاب پیدا کر کے پھر اُن کو ترقی کی شاہراہ پر ڈال دے۔

اس مایوسی کے عالم میں مسلمانوں کا ایک موہوم عقیدہ پر تکیہ ہے کہ آسمان سے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نازل ہو کر۔ اور زمین سے ایک خونی مہدی ظاہر ہو کر اُن کی بگڑی کو بنا دیں گے اور تلوار کے زور سے پھر مسلمان دیگر اقوام پر غالب آ جائیں گے مگر یہ اُمید بھی اُتنی ہی موہوم ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام تو آسمان پر گئے ہی نہیں وہ آئیں گے کہاں سے؟ وہ تو ایک فانی انسان کی طرح جامِ مرگ نوش کر گئے۔ اور دوسری طرف قرآن مجید اور احادیث ایسے خونی مہدی کے ظہور کی کوئی تائید نہیں کرتے۔ اور نہ ہی اِسلام کو اپنے احیاء و ترقی کے لئے کسی خونی مہدی کی مدد کی ضرورت ہے۔ ہاں البتہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے ایک ایسے رُوحانی مصلح کی خبر ضرور ملتی ہے جو شاہزادۂ امن ہوگا۔ وہی مہدی اور وہی مسیح موعود ہوگا۔ جس کی رُوحانی طاقت اور قوتِ قدسیہ کے نتیجہ میں اسلام اپنے دلائل و براہین سے دوسرے ادیان پر غالب آئیگا۔ اور ہم دُنیا والوں کو یہ نوید جانفزا سُناتے ہیں کہ وہ مامورِ ربّانی اور موعود اقوامِ عالم جس کی ضرورت و انتظار تھی وہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ظاہر ہو چکا ہے۔ اِسلام کے احیاء اور غلبہ۔ اور شریعت اسلامیہ کے دوبارہ اجراء و قیام کیلئے اللہ تعالیٰ نے اس چودہویں صدی ہجری کے شروع میں پنجاب کی مقدس بستی قادیان میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو مبعوث فرمایا جنہوں نے دعویٰ فرمایا کہ:۔

(ا) "مجھے خدا کی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ میں اس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود اور اندرونی اور بیرونی اختلافات کا حَکم ہوں"

(اربعین نمبر اوّل)

(ب) "میں اُس خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر لکھتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ میں وہی مسیح موعود ہوں جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث صحیحہ میں خبر دی ہے جو صحیح بخاری اور مسلم اور دُوسری صحاح میں درج ہیں"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۱۳)

(ج) نیز آپ کو الہام ہوا جس میں آپ کی بعثت کی غرض و غایت کو بیان کیا گیا ہے کہ:۔

یُقِیمُ الدِّیْنَ وَیُحْیِی الشَّرِیْعَة

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم)

کہ وہ دینِ اسلام کو از سرِ نو قائم کریں گے اور شریعت اسلامیہ کو زندہ کریں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر آپ کے کام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ؎

چوں دَورِ خسروی آغاز کردند
مسلماں را مسلماں باز کردند

پھر آپ کو الہام الٰہی کے ذریعہ بشارت ملی۔ "بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد۔ پاک محمد مصطفےٰ نبیوں کا سردار"۔

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم)

چنانچہ آپ نے اِس نازک دَور میں جبکہ مسلمانوں کی زبوں حالی پر چاروں طرف سے مرثیہ خوانی ہو رہی تھی یہ اُمید افزا پیغام دیا کہ:۔

"اِسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئیگا جو پہلے وقتوں میں آ چکا ہے۔ اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔ لیکن ..... اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلّی موقوف ہے"

(فتح اسلام صفحہ ۱۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی بعثت کی غرض کو اِن الفاظ میں بیان فرماتے ہیں کہ:۔

(ا) "خدا تعالیٰ نے مجھے مامور کیا کہ میں اُس نُور کو جو اسلام میں ملتا ہے اُن لوگوں کو جو حقیقت کے جویاں ہیں دکھاؤں ..... مجھے اس غرض کے لئے بھیجا ہے کہ اُن تائیدی نشانوں سے جو اسلام کا خاصہ ہے اِس زمانہ میں اسلام کی صداقت دُنیا پر ظاہر کروں"۔

(الحکم ۹ر اگست ۱۹۰۰ء)

(ب) "خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اُن تمام رُوحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یوروپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے۔ اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی مقصد ہے جس کے لئے میں دُنیا میں بھیجا گیا"۔ (الوصیّت)

نیز فرمایا کہ:۔

(ج) "وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہو گئی ہے اسکو دُور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کر دوں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں اور وہ دینی سچائیاں جو دُنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں ان کو ظاہر کر دُوں اور وہ رُوحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھاؤں اور خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دُعا کے ذریعہ نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ سے نہ محض قال سے اُن کی کیفیت بیان کروں اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کے شرک کی آمیزش سے خالی ہے جو اَب نابود ہو چکی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگا دُوں اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہوگا بلکہ اُس خدا کی طاقت سے ہوگا جو آسمان و زمین کا خدا ہے"۔

(لیکچر سیالکوٹ)

مندرجہ بالا ارشادات سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض یہ ہے کہ آپ سچّی توحید کو دُنیا میں قائم کریں۔ اور مخلوق کو جو اپنے خالق سے برگشتہ ہو رہی ہے پھر اس کے آستانہ پر لا جھکائیں۔ اور مسلمانوں کو دوبارہ حقیقی مسلمان بنا کر ترقی کی شاہراہ پر ڈال دیں۔ اور مسلمانوں کو یقین دلائیں کہ مذہب اِسلام میں اب بھی وہ طاقت موجود ہے جو پہلے تھی۔ وہ اب بھی مُردہ کو زندہ کر سکتا ہے۔ جاہل کو عالم۔ وحشی کو متمدّن اور دُنیا دار کو باخدا بنا سکتا ہے۔ اب بھی اسلام میں ایسی

(بقیہ بر صفحہ ۱۵)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی

سفر یورپ سے بخیریت کامیاب بامراد مراجعت پر

حضرت امام عالی مقام کی خدمت عالیہ میں تہنیت نامہ

منجانب درویشان قادیان و احباب ہندوستان

امام عالی مقام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے لئے سفر یورپ (۵ جولائی تا ۱۴ اگست ۶۷ء) سے بخیریت کامیاب و بامراد مراجعت پر درویشان قادیان اور احباب ہندوستان کی طرف سے جناب ناظر صاحب اعلیٰ قادیان نے جو تہنیت نامہ حضور انور کی خدمت اقدس میں پیش کرنے کے لئے ارسال فرمایا یہ تہنیت نامہ ۲۳ اگست ۶۷ء کو بمقام ربوہ استقبالیہ کی ایک خاص تقریب میں محترم میر داؤد احمد صاحب ناظر درویشان نے پڑھ کر سنایا۔ اور ایک خوشنما نقل فریم میں لگائی ہوئی حضور انور کی خدمت عالیہ میں پیش کی گئی۔ افادۂ احباب کے لئے تہنیت نامہ کا مکمل متن ذیل میں درج کیا جاتا ہے:-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ۔ ھو الناصر

تہنیت نامہ

بحضور سیدنا و امامنا مظہر الحق و العلا امیر المومنین حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث ایدکم اللہ بنصرہ العزیز

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ حضور انور مع رفقاء اس تاریخی سفر یورپ سے کامیاب و بامراد مرکز جماعت دار الہجرۃ ربوہ میں مراجعت فرما ہوئے ہیں۔ ہم غلامانِ حضور (درویشان قادیان و غلامانِ ہندوستان) نہایت ادب و احترام اور عجز و انکسار کے ساتھ دل کی گہرائیوں سے

ھدیۂ تہنیت

پیش کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ حضور کے اس سفر کو اسلام و احمدیت کی بیش بہا ترقیات کا پیش خیمہ بنائے اور اس کی برکات سے تمام احباب جماعت کو بہرہ ور فرمائے۔ آمین۔

اسی طرح ڈنمارک میں دار الحکومت کوپن ہیگن میں حضور کے مبارک ہاتھوں سے "مسجد نصرت جہاں" کی جو تقریب افتتاح عمل میں آئی اور خدا تعالیٰ نے اسے اسلام و احمدیت کا پیغام لاکھوں لاکھ افراد تک مؤثر رنگ میں پہنچانے کا ذریعہ بنا دیا۔ اس پر بھی ہم حضور کی خدمت عالیہ میں تہہ دل سے مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ گھر دینِ حق کی ترقی اور روحانی سربلندی کا باعث ہو اور خدا کرے کہ رشد و ہدایت کے ایسے مراکز اور درسگاہیں جماعت احمدیہ کے ذریعہ زمین کے چپہ چپہ پر تعمیر ہوں تا پیاسی دنیا ان کے ذریعہ سیراب ہو اور بھٹکی ہوئی مخلوق اپنے خالق کی آغوش میں آ کر عالمگیر تباہی سے بچ جائے۔!!

مسجد نصرت جہاں ڈنمارک کے افتتاح کی تقریب کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضور انور کو یورپ کے متعدد ممالک جرمنی، سوئٹزرلینڈ، ہالینڈ، ڈنمارک، انگلینڈ، آئرلینڈ وغیرہ میں تشریف لے جانے اور احمدیہ مشنوں کا معائنہ فرمانے، تبلیغ کے کام کو وسعت دینے اور جماعتوں کی تربیت و اصلاح کے زریں مواقع بھی عطا فرمائے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے حضور نے براہ راست ان ممالک کے باشندوں کو زندہ خدا اور اس کی توحید، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین کی شان اور اسلام و احمدیت کی پُرامن زندگی بخش تعلیمات سے احسن رنگ میں روشناس فرمایا۔ اس طرح حضور انور کا یہ سفر ہر لحاظ سے نہایت درجہ کامیاب و کامران رہا۔ فالحمد للہ۔

پیارے آقا اور محبوب امام! ہم اپنے پورے یقین اور کامل ایمان کی رو سے اس امر کا اظہار کرتے ہیں کہ آپ فی الواقع سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سچے جانشین اور برحق خلیفہ ہیں۔ آپ کے حق میں ہزاروں سال پہلے بائیبل اور طالمود میں خبر دی گئی تھی کہ مسیح موعود علیہ السلام کے آپ کے بلند پایہ سعادت مند بیٹے کو آپ کی صحیح جانشینی کا شرف حاصل ہوگا۔ اور جب یہ دونوں زمانے اپنی برشتم کی کامیابیوں اور کامرانیوں کے ساتھ پورے ہو جائیں گے تو حضرت مسیح موعود کا پوتا آپ کا جانشین ہوگا۔ اور آج ہماری آنکھیں ان سب پیشخبریوں کو عظیم الشان رنگ میں پورا ہوتے دیکھ رہی ہیں اس سے ہمارے ایمانوں کو تازگی اور ایک نئی زندگی حاصل ہو رہی ہے۔!!

ہمارے جسم اور ہماری روحیں اس عظیم المرتبت نبی اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہوں جس نے اس امر کی قبل از وقت خوشخبری سنا دی تھی کہ اسلام پر تنزل کا دور آنے کے بعد اس کی نشأۃ ثانیہ ایک بطلِ جلیل کے ذریعہ عمل میں آئے گی۔ نیز اس کے ذریعہ لگائے گئے روحانی پودے کی دیکھ بھال اور اس کی آبیاری کے لئے اُسی کے نقشِ قدم پر چلنے والی مبشر اولاد کی بھی خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ

"یَتَزَوَّجُ وَ یُوْلَدُ لَہٗ"

ہم غلاموں کی یہ خوش قسمتی ہے کہ ہم میں سے ایک حصہ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عہد خوش نہ پایا اور ایک بڑی تعداد نے حُسن و احسان میں حضور علیہ السلام کے نظیر سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا بابرکت زمانہ دیکھا ۔۔۔ اور اب الشجرۃ طیبہ کی دوسری نسل اور "نافلہ" کی قیادت میں روحانی جماعت کا یہ مقدس قافلہ ترقیات کی منزلیں طے کر رہا ہے:

اسے ابنائے فارس کے مبارک وجود! حضرت سلمان فارسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ ہی کی نسبت حضرت مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ

"لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رَجُلٌ اَوْ رِجَالٌ مِّنْ ھٰؤُلَاءِ۔"

حدیث نبوی کی دونوں روایات کے مبارک الفاظ اس بات کو واضح کر رہے ہیں کہ اس عظیم القدر کارنامہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود کے ساتھ آپ کے حقیقی جانشین اور آپ کی ذریت طیبہ بھی شامل ہے اور اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب تریاق القلوب میں فرمایا ہے:

"سو چونکہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ میری نسل سے ایک بڑی بنیاد
حمایت اسلام کی ڈالے گا اور اس میں وہ شخص پیدا کرے گا
جو اپنے اندر آسمانی روح رکھتا ہوگا اس لئے اُس نے پسند کیا کہ

اس خاندان کی لڑکی میرے نکاح میں لاوے گا اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے گا جو ان نوروں کو جن کو میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلا وے"۔

(تریاق القلوب ص ۶۵)

پس ان نوروں کو دنیا میں پھیلانے کے سلسلہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے بعد اللہ تعالےٰ نے آپ کے مقدس وجود کو منتخب فرمایا اور حالیہ سفر میں خدا تعالےٰ نے اپنی غیر معمولی نصرت و تائید کے ذریعہ اس امر کی عملی شہادت بھی بہم پہنچا دی ۔!!

پیارے آقا! حضرت امام الزمان کی مسیحی شان جماعت کی توسیع و ترقی اور روحانی غلبہ کے لئے غیر معمولی سیاحت کا تقاضا کرتی ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کو وقت کی ضرورت کے مطابق کثرت سے سفر پیش آئے اور حضور کے یہ سفر ہی جماعت کی ترقی اور غیر معمولی شہرت اور حیرت انگیز وسعت کا باعث بنتے رہے

یہی حال سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے باون سالہ دورِ خلافت میں دیکھا گیا۔ اپنے ملک کے اندر ایک کونے سے دوسرے کونے تک متعدد لمبے لمبے سفر کرنے کے علاوہ آپؓ نے دو بار بلاد یورپ کا سفر اختیار کیا۔ اللہ تعالےٰ نے ان کی تمام مساعی میں برکت ڈالی کہ یہ سفر ایک طرف جماعت کی غیر معمولی شہرت اور وسعت کا ذریعہ بنے تو دوسری طرف اعلاءِ کلمۃ اللہ کے لئے نئی نئی راہیں کھلیں اور دنیا کے کناروں تک پیغامِ حق پہنچانے کے لئے نئے نئے اسباب و ذرائع میسر آئے ۔!

حضرت مصلح موعود رضی اللہ کے سنہری کارناموں میں سے بیرونی ممالک میں اسلام کی تبلیغ کے فعال مشن کھول دینا ایسا عظیم کارنامہ ہے جو رہتی دنیا تک قائم رہے گا۔ اور یہ ایک ایسی شاہراہ ہے جس سے آئندہ کے لئے ہزاروں ہزار راہیں نکلتی جائیں گی اور سعید روحوں کو حق کی طرف کھینچ لانے کا باعث ہوں گی۔ اس لئے اے ہمارے مقدس امام ہمام آپ نے اسی شاہراہ پر اپنا مبارک قدم رکھا اور اے مبارک باپ کے مبارک بیٹے! آپ جماعت کے لئے الٰہی برکتوں، رحمتوں اور فضلوں کے دروازے زیادہ وسعت کے ساتھ کھولنے کا موجب بن رہے ہیں!! اللّٰھم زد فزد

اے رحمۃ للعالمین کے روحانی فرزندِ جلیل کے نائب اور سچے جانشین! آپ بھی رحمت بن کر اس مائل دنیا کی طرف گئے جو اپنی غفلت اور لاپرواہی کے باعث ہولناک تباہی کے کنارے پہنچی ہے اس تباہی سے متنبہ کرنے اور ان پر اتمام حجت کی غرض سے آپ نے دور دراز کا سفر اختیار کیا۔ اللہ تعالےٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت ہر گام آپ کے شامل حال رہی اور اسی کی عنایت سے ایسے اسباب و ذرائع بھی مسلسل میسر آتے چلے گئے کہ اس سفر کی اصل غرض نہایت تسلی بخش طریق پر پوری ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

ہمارے واجب الاحترام امام! چودہ سو سال پہلے سے قرآن کریم میں اسلام کے روحانی غلبہ کے متعلق ایک عظیم الشان پیشگوئی آیۂ کریمہ

ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ (الصّف)

میں بیان کیا گیا ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس امر کو مسیح موعودؑ کی بعثت کا اصل مقصد قرار دیا ہے اور اسی کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دعوے کے بعد تمام عمر بار بار دہرایا اور مخالفین کے سامنے بڑی تحدی کے ساتھ پیش کیا۔ یہ غلبہ دلائل قاطعہ اور نشانات باہرہ کے ظہور کے ساتھ روحانی طور پر آپ کو حاصل ہوا جس کا ایک عظیم الشان کرشمہ اس وقت ظاہر ہوا جب کہ جلسہ مذاہب عالم لاہور میں حضور کا مضمون پڑھ کر سنایا گیا اور عین پیشگوئی کے مطابق دیگر مذاہب کے نمائندگان کے مضامین کے مقابل پر حضرت جری اللہ کا مضمون غالب رہا۔

یہ پہلا موقعہ تھا کہ بے ساختہ طور پر سبھی نے اسلام کے تفوق کا اقرار کیا اور ذاتی طور پر اسلام کے زندہ اور باخدا مذہب ہونے کا ثبوت مشاہدہ کر لیا۔

اسی طرح دیگر مختلف اوقات میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے دیگر اہل مذاہب کو جو نشان نمائی کی دعوت دی جاتی رہی اور سچائی کے اظہار کے لئے مخالفین کو مباہلہ وغیرہ کے لئے بلایا جاتا رہا۔ ان سب سے اسلام کے تفوق اور عظیم الشان روحانی غلبہ کا ناقابل تردید ثبوت بہم پہنچا۔

اے ہمارے مقدس آقا! آج سے ۷۷ سال قبل خدا تعالےٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ۱۸۹۰ء میں ایک عظیم الشان بشارت دی جسے حضور نے اپنی کتاب فتح اسلام کے صفحہ ۲۷ حاشیہ میں اس طرح ذکر فرمایا ہے:

"خدا تعالےٰ نے مجھے بشارت دی کہ

موت کے بعد میں پھر تجھے حیات بخشوں گا

اور فرمایا۔" جو لوگ خدا تعالےٰ کے مقرب ہیں وہ مرنے کے بعد پھر زندہ ہو جایا کرتے ہیں۔ اور فرمایا" میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا اور اپنی قدرت نمائی سے تجھے اٹھاؤں گا۔ پس میری اس دوبارہ زندگی سے مراد بھی میرے مقاصد کی زندگی ہے۔"

پیارے آقا! ہم پورے یقین اور کامل وثوق سے اس امر پر ایمان لاتے ہیں کہ حضور انور کے ذریعہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک بار پھر زندگی ملی ہے۔ کیا بلحاظ اس کے کہ حضور انور ستائید الٰہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کے مقاصد کو زندہ کر رہے ہیں اور کیا بلحاظ اس کے کہ اسلام کے زندہ اور باخدا مذہب ہونے کے ثبوت میں جس طرح کے چیلنج دیگر اہل مذاہب کو دیئے۔ اللہ تعالےٰ نے حضور ایدکم اللہ کو بھی توفیق بخشی کہ اپنے وقت میں ان تمام چیلنجوں کو تازہ کریں تا دنیا کو معلوم ہو کہ اس زمانہ کے مامور و مرسل حضرت جری اللہ کی طرف سے جس قسم کی تحدیاں کی گئی تھیں وہ مرورِ زمانہ کے ساتھ ختم نہیں ہو گئیں بلکہ یہ چیلنج اب بھی قائم ہیں جو چاہے میدان میں آ جائے اور ذاتی طور پر اس کی آزمائش کر سکتا ہے ۔

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے
آج ان نوروں کا اک زور ہے اس عاجز میں
دل کو ان نوروں کا ہر رنگ دلایا ہم نے
آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طورِ تسلی کا بتایا ہم نے

اس سلسلہ میں منجملہ دیگر اہل مذاہب کے یورپ کے ترقی یافتہ ممالک اور مراکزِ تثلیث میں پہنچ کر غیر معمولی جرأت اور دلیری کے ساتھ اہل مذاہب بالخصوص پادری حضرات کو مقابلہ کی دعوت دینا کوئی معمولی بات نہیں۔ اس شاندار جرأتمندانہ اقدام اور متعدد لوگوں میں بڑی صاف گوئی سے ان باتوں کا اظہار حضور انور کو حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کا سچا اور حقیقی جانشین ثابت کرتا ہے!!

ماسوا اس کے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذریت و نسل ہونے کے ساتھ ساتھ مسندِ خلافت سے سرفراز ہو کر بلاد یورپ میں جا کر مختلف مقامات میں بالخصوص شہر لنڈن میں انگریزی زبان میں لیکچر دینے کا شرف پا کر گویا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ۱۸۹۱ء کے کشف کو ایک دفعہ پھر ظاہری طور پر پورا کرنے والے بنے جس کے بارہ میں حضور علیہ السلام نے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں فرمایا ہے:۔

"میں نے دیکھا کہ میں شہر لنڈن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے رنگ سفید تھے

اور شدید تغیر کے جسم کے موافق ان کا جسم ہوگا۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۱۵ و ۵۱۶)

بلاشبہ یہ خدا تعالیٰ ہی کا فضل اور اس کا احسان ہے ؎

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اسی مبارک وجود نے جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں کہ "مسیح" کے نام میں پیشگوئی ہے کہ اسے غیر معمولی سفر پیش آئیں گے۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے خاص طور پر دجال کے فتنہ کی روک تھام کے لئے اور یاجوج ماجوج کے طوفان کے آگے ایک مضبوط روحانی بند باندھنے کے لئے دو دفعہ یورپ کا سفر کیا۔ اسی کے نتیجہ میں یورپ کے مختلف ممالک میں احمدیہ مسلم مشنز کھلے پانچ مساجد تعمیر ہوئیں —— اسی مقدس اور مبارک مقصد کی تکمیل کے لئے حضور انور کو حالیہ سفر کا موقعہ میسر آیا۔ اور ڈنمارک کے دارالحکومت کوپن ہیگن میں جماعت کے زیر اہتمام تعمیر ہونے والی مسجد کے افتتاح کے لئے حضور نے اس ملک کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے نوازا اور مؤثر طریق بیان لوگوں کو اسلام کی دعوت دی۔ مسجد کے افتتاح اور دوسرے متعدد مواقع پر محض خدا تعالیٰ کی نصرت اور تائید کے نتیجہ میں حضور کی تقاریر اور اخباری نمائندوں سے گفتگو وغیرہ کو مختلف ممالک میں ریڈیو کے ذریعہ مختصر وقت میں لاکھوں لاکھ افراد نے سنا اور ٹیلی ویژن پر حضور کے مبارک چہرہ کو دیکھ کر متاثر ہوئے۔ چنانچہ وہاں کی اخبارات میں حضور کی پرکشش اور جاذب توجہ شخصیت اور پر اثر کلام کی نسبت جس انداز میں تاثرات کا اظہار ہوا ہے سب ہمارے لئے نہایت درجہ ازدیاد ایمان اور روح کی شادمانی کا باعث ہوتے ہیں۔ مثلاً:-

(۱) سوئٹزرلینڈ کی ایک اخبار نے حضور کی زیورک میں تشریف آوری کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ

"حضرت امام جماعت احمدیہ ایک باوقار اور بہت پرکشش شخصیت کے مالک ہیں آپ نے مشرق کے مخصوص لہجے ہوئے انداز میں اور میٹھی زبان میں اس امر پر روشنی ڈالی کہ درحقیقت اسلام کا کیا کردار ہے آپ نے اس امر پر بھی زور دیا کہ اسلام امن کا حامی اور رواداری کا علمبردار ہے اور انسانی حقوق کی پوری پوری حفاظت کرتا ہے۔"

(الفضل ۶/۸/۶۷)

(۲) اسی جگہ کے ایک اور مشہور اخبار "ٹاگیز آف سائیگر" نے ۱۲ جولائی کی اشاعت میں حضور کی تصویر شائع کی اور نیچے نوٹ دیا کہ

"جماعت احمدیہ کے روحانی راہنما امام حضرت مرزا ناصر احمد صاحب جن کی جاذب شخصیت میں دانائی کے آثار نمایاں طور پر جھلکتے ہیں۔"

(بدر ۲۷/۷/۶۷)

(۳) ہیگ (ہالینڈ) کے اخبار الجیمین ہاندلس بلاڈ نے ۱۵ جولائی کی اشاعت میں حضور کی تصویر دیتے ہوئے اپنی رپورٹ کا جو عنوان دیا وہ یہ تھا کہ

"خلیفۃ المسیح الثالث مسجد ہیگ میں ایک پرکشش شخصیت"

(۴) کوپن ہیگن (ڈنمارک) میں پریس کے نمائندگان بھی حضور سے بے حد متاثر ہوئے حضور کی شخصیت میں ایک خاص روحانی کشش اور جذب محسوس کرتے رہے۔ مثلاً ایک نمائندہ کا حضور کی ذات والا صفات سے اس قدر متاثر رہا کہ کئی گھنٹے مشن ہاؤس میں مقیم رہا اور عصر کی نماز میں پورا وقت مسجد کے اندر رہ کر حضور کو نماز پڑھاتے دیکھتا رہا۔

اسی طرح ایک اور نمائندہ پریس کا اگلے روز حضور کی زیارت کے لئے دوبارہ آنا اور برملا طور پر یہ کہنا کہ

"میں تو اس شخص کو سر سے پاؤں تک روحانیت میں بھرا ہوا پاتا ہوں۔"

(۵) شہر کوپن ہیگن کے لارڈ میئر کا حضور کی خدمت میں شہر کا علم پیش کرنا اور عقیدت مندی سے استقبال دینا، دلچسپی سے سارے شہر کا نظارہ کرانا، مسجد کی تعمیر پر

جماعت احمدیہ کا ممنون ہونا خوشی اور مسرت کا اظہار کرنا وغیرہ یہ سب باتیں ایک خاص امتیاز کی حامل ہیں اور حضور کی مقبولیت کی واضح دلیل اس طرح بہت سے دوسرے تاثرات جو ان لوگوں کی زبان و قلم سے بے ساختہ طور پر نکلے خدا تعالیٰ کے غیر معمولی فضل اور اسکی نصرت و تائید کے زندہ گواہ اور ہمارے لئے ازدیاد ایمان کا باعث ہیں۔!! الحمد للہ علیٰ ذالک۔

پیارے آقا حضور انور کی بلند شخصیت لوگوں پر اثر انداز ہونے کے ساتھ ساتھ جس غیر معمولی سرعت کے ساتھ دین حق کی اشاعت کے سامان یورپین ممالک میں میسر آئے اس سے وہ پیشگوئی بھی بڑی صفائی سے پوری ہوئی جس کا ذکر عہد جدید میں اس طرح کیا گیا ہے:-

"جیسے بجلی پورب سے کوند کر پچھم تک دکھائی دیتی ہے ویسے ہی ابن آدم کا آنا ہوگا۔ اور خدا کی بادشاہی کی منادی ساری دنیا میں ہوگی۔"

حضور کے دورہ یورپ کی وہ رپورٹیں جو اخبارات میں شائع ہوئیں بتاتی ہیں کہ کس طرح بذریعہ ریڈیو حضور کی تقاریر سارے ملک میں سنی گئیں اور ٹیلی ویژن کی سکرین پر حضور کے پر نور چہرہ کو ایک ہی وقت میں لاکھوں لاکھ افراد نے دیکھا اور متاثر ہوئے اس نے یہ پیشگوئی ظاہری رنگ میں پوری ہو کر گویا ایک نشان بن گئی۔

وذالک الفضل من اللہ وکفی باللہ شہیدا

عہد جدید کی مذکورہ پیشگوئی کے ساتھ ہی قرآن کریم میں مذکور ذوالقرنین کی پیشگوئی بھی عجیب رنگ میں ایک بار پھر پوری ہو کر مومنوں کے لئے ازدیاد ایمان اور دوسروں کے لئے ہدایت کا باعث بنی۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ قرآنی پیشگوئی کے مطابق ضروری تھا کہ ذوالقرنین مغرب کی طرف اس غرض سے سفر کرے کہ تا امن کی طالب اقوام کو یاجوج ماجوج کے حملہ سے بچانے کے لئے ایک مضبوط دیوار تعمیر کرے۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دین اسلام کی قوی دلائل کا قلعہ اور براہین کا حلقہ کی یہ روحانی دیوار کھڑی کی اور جملہ دیگر مذاہب کے پیروؤں بالخصوص مسیحیوں کو نہ تو اس بات کی ہمت ہوئی کہ اس دیوار کو پھاند سکیں اور نہ ہی اس میں سوراخ کر کے کمزور کر سکیں اس طرح اس دیوار کے ذریعہ اس زمانے کے ذوالقرنین نے امن کے طالب اور متلاشی کو بچا لینے والوں کے لئے ہر قسم کے خطرات سے امن و سلامتی کا رستہ بھی بتا دیا اور انہیں متنبہ کر دیا کہ اگر وہ اسلام کی حصن حصین میں نہیں آئیں گے تو ایک خوفناک تباہی و بربادی ان کے سروں پر منڈلا رہی ہے۔!!

چنانچہ اس وقت جبکہ یاجوج ماجوج کی طرف سے ساری دنیا کو تباہ و برباد کر دینے کے لئے ایک خطرناک آگ بھڑکائی جا رہی ہے اور قریب ہے کہ یہ آتش فشاں پہاڑ پھٹ جائے دنیا کو ایک بار پھر متنبہ کرنے کی غرض سے حضور انور نے یورپ کا حالیہ سفر اختیار فرمایا تا یورپین اقوام جو اس آگ کے بھڑکانے کے اصل ذمہ دار ہیں پر اتمام حجت ہو اور انہیں اسلام کے حقیقی حصار اور حصن حصین کی طرف رجوع کرنے کی نسبت ایک بار پھر مؤثر رنگ میں دعوت دے دی جائے۔

تاریخ بتاتی ہے کہ اسلام نے یورپ پر دو دفعہ حملہ کیا، ایک دفعہ نویں صدی عیسوی میں جبکہ وہ سپین کے حاکم ہو گئے تھے اور دوسری دفعہ ترکوں نے سولہویں صدی عیسوی میں حملہ کیا اور وارسا تک پہنچ گئے تھے۔ لیکن اب جو حملہ یورپ پر کیا گیا ہے وہ روحانی ہے اور دلوں پر حملہ ہے۔ یہ حملہ مادی نہیں اسلام کی یہ پیشقدمی سراسر روحانی ہے جس کا مقابلہ یورپ نہیں کر سکتا۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس روحانی یلغار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تھا

ہے ساعت سعد آئی اسلام کی جنگوں کی
آغاز تو میں کر دوں انجام خدا جانے

چنانچہ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یورپین ممالک میں احمدیہ مسلم مشنز کھولنے کے بعد مساجد کی تعمیر کا کام ایک تنظیم کے تحت شروع فرمایا۔ اس جنگ کے آغاز کو اب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یورپ کی طرف سفر روحانی میدان کارزار کی طرف ایک دوسری پیش قدمی ہے جو پورے یقین اور اعتماد کے

آئی۔ متعدد مقامات پر حضور نے اس کا واضح طور پر اظہار بھی فرمایا۔ مثلاً سوئٹزرلینڈ میں ٹیلی ویژن کے نمائندہ نے حضور کا انٹرویو لیتے ہوئے جب یہ سوال کیا کہ آپ دنیا میں کس طرح غلبہ حاصل کریں گے تو حضور نے فرمایا:

"دلوں کو فتح کر کے"

اسی طرح اس جگہ کے ایک اخبار "ہمنٹ فادرلینڈ" نے ۱۵ر جولائی کی اشاعت میں حضور کی نسبت لکھا

"اسلام کے اس لیڈر کو یقین ہے کہ مستقبل میں اسلام کے قدم مضبوط ہو جائیں گے انہوں نے کہا کہ پیشگوئیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مغرب کو ایک بہت بڑی تباہی سے دوچار ہونا پڑے گا۔ اور اس کے بعد اسلام کو وہاں غیر معمولی وسعت حاصل ہو گی"۔ (بدر ۸/۶۷ ص۳)

اے خدا کے برحق خلیفہ اور ہمارے پیارے امام! اہل یورپ کی یہ خوش قسمتی ہے کہ انہیں خطرناک تباہی کے آنے سے قبل ہوشیار ہو جانے کا موقع مل گیا۔ ان کے لئے اب مناسب ہے کہ اصلاح احوال کر کے اس عبرتناک بربادی سے بچ جائیں۔ یہ تو وقت ہی بتائے گا کہ ان لوگوں نے اس تنبیہ سے فائدہ اٹھایا یا نہیں۔ بایں ہمہ اس خطہ کی جن سعید روحوں کو خدا تعالےٰ کے مامور اور اس کے نمائندہ کو پہچاننے اور اس کی آواز پر لبیک کہہ کر حق کو قبول کر لینے کی سعادت حاصل ہوئی ہے اس سفر کے موقعہ پر ان لوگوں نے حسن خدمت، ... محبت اور ... اخلاص کا عملی نمونہ دکھایا۔۔۔ اور عوام نے جس رنگ میں حضور کی باتوں میں دلچسپی لی اور حضور کے خطابات کو توجہ سے سنا اور ان کے اذہان حضور انور کے ذاتی اثر و جذب اور روحانی کشش سے متاثر ہوئے ان سب باتوں پر نگاہ کرتے ہوئے یہ توقع کی جاتی ہے کہ خدا تعالےٰ حضور کی آواز میں برکت ڈالے گا اور بہت سی سعید روحیں حق کی طرف رجوع کریں گی لیکن جو شخص اب بھی وقت کی نزاکت کو نہ پہچانے گا بلاشبہ وہ اپنے عمل کا خود ذمہ دار ہے۔ وما علی الرسول الا البلاغ!

اس موقعہ پر ہم حضور کے توسط سے جماعت کی خواتین کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ جن کی مالی قربانیوں اور خلوص و محبت کے نتیجہ میں خدا کا یہ گھر تعمیر ہوا اور تثلیث کدہ میں اس کی توحید کی آواز بلند ہوئی اور اسی کا افتتاح باعث حضور انور کا یہ تاریخی سفر بھی ہوا۔ اور اہل یورپ کو خدا تعالےٰ کے مامور کے نمائندہ کی زبان سے براہ راست اسلام کا پیغام سننے اور اس کے بتائے ہوئے جائے امن کی طرف توجہ کرنے کا موقعہ ملا۔

خدا تعالےٰ کے دین کے لئے قربانی اور اخلاص کا یہ نمونہ صرف خواتین پر موقوف نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جماعت کا ہر فرد خواہ چھوٹا ہے یا بڑا، مرد ہے یا عورت حضور کو یقین دلاتا ہے کہ ہم میں سے ہر ایک ہر قسم کی مالی اور جانی قربانی کے لئے ہر دم تیار ہے۔ اس روحانی جہاد میں اپنے امام کی ہر آواز پر بشاشت قلبی کے ساتھ لبیک کہنا ہی سعادت سمجھتا ہے۔ آئندہ کے لئے حضور جس قسم کی ذمہ داریاں ہم پر ڈالیں گے ہم سب دل و جان سے انہیں پورا کرنے کے لئے ہر دم تیار ہیں۔

انشاء اللہ و باللہ التوفیق!!

پیارے آقا! خدائی تقدیر کے تحت ہم غلامان حضور کو جدائی کے ایک طویل ابتلاء میں سے گزرنا پڑ رہا ہے اور ہم پر جو گزرتی ہے وہ ہمارا مولا و آسمانی آقا خوب جانتا ہے۔ ہم خدا تعالےٰ کی تقدیر پر راضی ہیں اس کے باوجود گزشتہ ڈیڑھ ماہ حضور انور مرکز سے باہر یورپ و دیگر بیرون ممالک میں رہے یہ عرصہ دن رات نالاں میں گذرا۔ حسب توفیق انفرادی اور اجتماعی صدقات دیئے گئے تا خدا تعالےٰ سفر کے ہر قسم کے پہلو کو اپنی رحمت کے صدقے دور کر دے۔ اور اس کے بے انتہا افضال و برکات حضور کے شامل حال رہیں۔ ہم اپنے ارحم الراحمین اور ذو الفضل العظیم مولیٰ کے حضور سربسجود ہیں کہ اس نے ہماری تضرعات کو سنا اور قبول فرماتے ہوئے آج یہ خوشی کا دن دکھایا۔ فالحمد للہ حمداً کثیراً۔

آخر میں مکرر طور پر فرط مسرت سے لبریز دلوں کے ساتھ حضور کی کامیابی اور بخیر و عافیت واپسی پر "ھدیۂ تہنیت" پیش کرتے ہیں اور بارگاہ الٰہی

خطبہ جمعہ بقیہ ص

میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید ان سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے۔ اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا۔ جس کے کان سننے کے ہوں سنے کہ وہ وقت دور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آ جائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لو گے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے نہ کہ زندہ"۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۶، ۲۵۷)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

یہ پیغام ختم ہونے کے بعد حضور نے فرمایا:۔

پس ان الفاظ میں میں نے دنیا کی اقوام کو مخاطب کیا اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ ان الفاظ پر غور کریں اور پیشگوئیوں کو مدنظر رکھیں تو آپ کے دل میں احساس پیدا ہو گا کہ اب

آپ کی ذمہ داریاں

پہلے سے بہت بڑھ گئی ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں انہیں سمجھنے اور نباہنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔ (الفضل 26/10/67)

سے اس کے احسانات پر شکر بجا لاتے ہوئے دست بدعا ہیں کہ خدا تعالےٰ حضور کے مبارک سایہ کو ہمارے سروں پر تادیر سلامت رکھے اور حضور کو جملہ مقاصد میں کامیاب و کامران فرماتے۔ دنیا کو اسلام کے نور سے منور فرمائے۔ اور اس کا جلال ظاہر ہو۔ آمین یا رب العالمین!!!

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ!!

والسلام

ہم ہیں حضور کے ادنیٰ غلام

درویشان قادیان و ممبران جماعت احمدیہ ہندوستان

مرتبہ: محمد حفیظ بقاپوری

کرشنِ اوّل اور کرشنِ ثانی کی تعلیم کا موازنہ

دِلی سکون اور شانتی کے حصول کے ذرائع

از مکرم الحاج مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم دہلی

سیدنا حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام بانیٔ سلسلہ احمدیہ خدائی اطلاعات کی بنا پر علیٰ وجہ البصیرت یوگیراج حضرت کرشن علیہ السلام کے نبی ہونے کے قائل تھے اسی وجہ سے جماعت احمدیہ حضرت سری کرشن جی مہاراج کے اوتار یعنی نبی رسول و برگزیدہ ہونے کا اعتقاد رکھتی ہے۔ اور ہر احمدی یوگیراج کرشن جی مہاراج کی تعظیم کرتا ہے۔ اور آپ سے محبت کرتا ہے۔

چنانچہ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

"راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا درحقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی اور اوتار میں نہیں پائی جاتی۔ اور وہ اپنے وقت کا اوتار یعنی نبی تھا جس پر خدا کی طرف سے روح القدس اُترتا تھا۔ وہ خدا کی طرف سے فتح مند اور با اقبال تھا جس نے آریہ ورت کی زمین کو پاپ سے صاف کیا۔ وہ اپنے زمانہ کا درحقیقت نبی تھا جس کی تعلیم کو پیچھے سے بہت باتوں میں بگاڑ دیا گیا وہ خدا کی محبت سے پُر تھا اور نیکی سے دوستی اور شر سے دشمنی رکھتا تھا"۔ (لیکچر سیالکوٹ ص۲۳)

"سری کرشن اپنے وقت کا نبی اور اوتار تھا۔ اور خدا اُس سے ہمکلام ہوتا تھا"۔

(پیغام صلح ص۱۱)

"خدا تعالیٰ نے کشفی حالت میں بارہا مجھے اس بات پر اطلاع دی ہے کہ آریہ قوم میں کرشن نام کا ایک شخص گزرا ہے وہ خدا کے برگزیدہ اور اپنے وقت کے نبیوں میں سے تھا"۔

(تحفہ گولڑویہ ص۱۳۰ حاشیہ)

یوگیراج شری کرشن جی کی ایک اہم خبر

یوگیراج شری کرشن جی نے یہ خبر دی تھی کہ:۔

"ہے ارجن جب جب دھرم کی ہانی اور ادھرم کی وردھی (زیادتی) ہوتی ہے تب تب دھرم کی ستھاپنا (قیام) کے لئے مَیں پرکٹ ہوتا ہوں۔ نیکوں کی حفاظت اور پاپیوں کے ناش تتھا دھرم کے قائم کرنے کیلئے ہر یگ میں اوتار لیتا ہوں"۔

(گیتا ادھیائے ۴ شلوک ۷)

موجودہ زمانہ میں گناہ اور پاپ انتہا کو پہنچ چکے ہیں اسلئے یہ زمانہ ایک آسمانی ہادی اور ایشوری اوتار کا محتاج ہے۔ پرتاپ کرشن نمبر ۱۹۵۰ء میں موجودہ زمانہ کی حالت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"آج ہمیں چاروں طرف سنگھرش دکھائی دیتا ہے۔ آرتھک۔ راج نیتک اور جیون کے دوسرے کھشیتروں میں لوگ سنگھرش کرنے کیلئے کمر باندھ رہے ہیں۔ دھرم کو بھول جانے کے کارن سارے سنسار میں دکھ۔ غریبی اور اشانتی پھیلی ہوئی ہے۔ ایسی ہی اوستھا کو لوگ کل یگ کہتے ہیں"۔ (پرتاپ کرشن نمبر ۱۹۵۰ء)

پھر لکھا ہے:۔

"بجا طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ بھارت کے بڑے حصے پر بھگوان کرشن کا پربھاؤ ہے۔ گیتا کا ایک شلوک ہے جس کا ارتھ یہ ہے کہ بھارت میں جب جب دھرم کی گلانی ہوتی ہے میں اس کی رکھشا کے لئے جنم لیتا ہوں۔۔۔۔ اس کا بھاوارتھ یہ ہے کہ جب دھرم کی گلانی ہوتی ہے پرماتما اس کی رکھشا کے لئے کسی مہان پُرش کو بھیج دیتے ہیں"۔ (پرتاپ کرشن نمبر ۱۹۵۰ء)

ضروری تھا کہ کل یگ کے ظاہر ہونے پر یوگیراج سری کرشن کا کوئی مثیل اور مہان پُرش دنیا میں پرکٹ ہوتا۔ اور موجودہ بدامنی و اشانتی کو دُور کرنے کا اُپائے بتلاتا۔ چنانچہ اس تاریک دَور میں سیدنا حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کرشن ثانی کے رُوپ میں پرکٹ ہوئے اور آپنے فرمایا:۔

"مَیں ہندوؤں کے لئے بطور اوتار کے ہوں۔ اور مَیں عرصہ بیس برس یا کچھ زیادہ برسوں سے اس بات کو شہرت دے رہا ہوں کہ مَیں اُن گناہوں کے دُور کرنے کیلئے جن سے زمین پُر ہو گئی ہے جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں۔ جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا یا یوں کہنا چاہیئے کہ روحانی حقیقت کی رُو سے مَیں وہی ہوں۔ یہ میرے خیال اور قیاس سے نہیں بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے اس نے یہ میرے پر ظاہر کیا اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتلایا کہ تو ہندوؤں کے لئے کرشن اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود ہے۔۔۔۔۔ خدا کا وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں اس کا بروز یعنی اوتار پیدا کرے سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہؤا۔۔۔۔۔ سو مَیں کرشن سے محبت کرتا ہوں کیونکہ مَیں اُس کا مظہر ہوں"۔ (لیکچر سیالکوٹ ص۳۳-۳۴)

شانتی کے حصول کیلئے خدا کی طرف آنیکی دعوت

بدامنی اور اشانتی کے پھیلنے کی اصل وجہ یہ ہوتی ہے کہ دُنیا خدا سے مُنہ موڑ لیتی ہے اور پرماتما کے اوتار اور خدا کے انبیاء بھی اسی وقت تشریف لاتے ہیں جب دُنیا والے خدا کو۔ دھرم اور مذہب کو خیرباد کہہ دیتے ہیں اسلئے اوتار اور انبیاء شانتی کے حصول کا سب سے بڑا اصل دُنیا کو یہی بتاتے ہیں کہ دنیا خدا کی طرف توجہ کرے اور اس کی بھگتی کے ذریعہ اپنے دلوں کو صاف کر کے شانتی کو حاصل کرے۔ چنانچہ یوگیراج شری کرشن جی نے بھی اپنے زمانہ میں شانتی کے حصول کا یہی رستہ لوگوں کو بتلایا۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"ہے ارجن پرماتما سارے جاندار وں کے ہردے (دل) میں سمت ہے اور وہ سارے جگت کو چلا رہا ہے۔ اسلئے تم اے بھارت سب طرح کی خواہشات کو دل سے نکال کر اس پرماتما کی شرن میں آجاؤ تب تم پرم پتا پرماتما کی کرپا اور مہربانی سے تمہیں شانتی پراپت ہو گی"۔ (گیتا ادھیائے ۱۸ شلوک ۶۱-۶۲)

اس میں شک نہیں کہ آج عام ہندو بھائی جن میں زیادہ تر تعلیم یافتہ نہیں ہیں، یوگیراج شری کرشن جی کو خدائے مجسم کہتے ہیں، مگر یہ ویسے ہی خیال ہے جیسا کہ آج کل عیسائیوں کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے تھے۔ حالانکہ انجیلوں پر غور کرنے سے ایک سمجھدار انسان اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ حضرت مسیح ناصری خدا نہیں تھے بلکہ ایک برگزیدہ انسان نبی و رسول تھے۔ اسی طرح اہل ہنود کی پوتر کتابوں۔ پرانوں۔ مہابھارت اور گیتا پر نظرِ غائر ڈالنے سے یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ حضرت سری کرشن جی خدا نہ تھے بلکہ خدا کے ایک پیارے برگزیدہ انسان۔ اوتار یعنی نبی و رسول تھے۔ رسالہ کلیان گورکھپور کے کرشن نمبر میں ایک واقعہ درج ہے کہ ایک دفعہ حضرت کرشن علیہ السلام کو عبادت کرتے دیکھ کر نارد منی کے دل میں یہ خیال آیا کہ خدا کرشن کس کی عبادت کرتے ہیں اور ان کے تپسیا کیسی۔ نارد منی نے رفعِ شک کے لئے اُن سے پوچھا تو انہوں نے کہا ہم لوگوں کا ایک مول پرش (معبودِ حقیقی) اور ہے ہم انہیں کا دھیان کرتے ہیں جو تمام مخلوق کے اندر نظر نہ آنے والا قائم اندر حواس سے بالا اور بہت ہی مشکل سے جانا جاتا ہے۔

(رسالہ کلیان کرشن نمبر ص۲۳۱)

پس سری کرشن جی اُسی خدائے قادر۔ خدا و تیوم کی خود بھی عبادت کرتے تھے اور اسی کی عبادت کرنے اور اس کی پناہ میں آنے کی تعلیم آپ نے لوگوں کو دی۔ اور بتایا کہ شانتی کے حصول کا رستہ یہی ہے۔ کرشنِ ثانی نے بھی خدا سے غافل بندوں کو خدا کی طرف بُلایا اور بتایا کہ انسان کی زندگی کا اصل مقصد یہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط کرے اور اس تعلق کے قیام کے بعد ہی اُسے امن اور شانتی مل سکتی ہے حضور فرماتے ہیں:

"کیا بدبخت ہے وہ انسان جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔۔۔۔۔۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کریگا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ مَیں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں کس دف سے بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سُن لیں اور کس دوا سے مَیں علاج کروں تا سُننے کیلئے لوگ کان کھولیں"۔

اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے۔ تم سوئے ہوئے ہو گے اور خدا تعالیٰ تمہارے لئے جاگے گا۔ تم دشمن سے غافل ہو گے اور خدا اُسے دیکھے گا اور اس کے منصوبہ کو توڑے گا"۔ (کشتی نوح ص۔۔)

"خدا ایک پیارا خزانہ ہے۔ اس کی قدر کرو۔ وہ تمہارے ہر قدم میں تمہارا مددگار ہے"۔ (کشتی نوح ص۔۔)

"خدا اُن لوگوں کی پناہ ہو جاتا ہے جو اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں سو خدا کی طرف آجاؤ اور ہر ایک مخالفت اس کی چھوڑ دو اور اس کے فرائض میں سُستی نہ کرو"۔

(کشتی نوح ص۹)

"جو خدا کے لئے ہوتا ہے خدا اس کا ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ اپنی طرف آنے والے کی محنت اور کوشش کو ضائع نہیں کرتا۔ یہ ممکن ہے زمیندار اپنا کھیت ضائع کرے۔ نوکر موقوف ہو کر نقصان پہنچائے۔ امتحان دینے والا کامیاب نہ ہو مگر خدا کی طرف سعی کرنے والا کبھی بھی ناکام نہیں ہوتا

اس کا سچا وعدہ ہے کہ وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا۔ خدا تعالیٰ کی راہوں کی تلاش میں جو جویا ہوا وہ آخر منزلِ مقصود پر پہنچا۔"

نجات کے حصول اور پاپوں کو دور کرنے کیلئے اوتاروں پر ایمان لانا اور ان کی تعلیم پر عمل کرنا بھی ضروری ہے

یوگیراج شری کرشن جی مہاراج فرماتے ہیں۔

(۱) "تمام دھرموں کے سہارے کو چھوڑ کر میری پناہ میں آجا۔ اور مخمصہ مت کر میں تجھے تمام (پاپوں) سے مکت کروں گا۔"
(گیتا ادھیائے ۱۸ اشلوک ۶۵)

(۲) "اے ارجن! جو انسان شردھا پورک مخالفت نہ کرکے میرے اس مت کو مضبوطی کے ساتھ قبول کریگا وہ مکت ہوگا۔"

(گیتا ادھیائے ۳ شلوک ۳۱)

کرشن ثانی سیدنا حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام فرماتے ہیں:—

"جو شخص سچے طور پر میری پیروی کرتا ہے اور کوئی خیانت اس کے اندر نہیں اور نہ کسل اور نہ غفلت ہے اور نیکی کے ساتھ بدی کو جمع رکھتا ہے وہ بچایا جائے گا۔"
(کشتی نوح صفحہ ۱۰۳)

"جو شخص میری تعلیم پر پورا پورا عمل کرتا ہے وہ اس میرے گھر میں داخل ہوجاتا ہے جس کی نسبت خدا کے کلام میں یہ وعدہ ہے کہ اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ یعنی ہر ایک جو تیرے گھر کی چار دیواری کے اندر ہے میں اُسے بچاؤں گا۔ اس جگہ یہ نہیں سمجھنا چاہئیے کہ وہی لوگ میرے گھر کے اندر ہیں جو میرے اس خاک و خشت کے گھر میں بود و باش رکھتے ہیں بلکہ وہ لوگ بھی جو میری پوری پیروی کرتے ہیں میرے رُوحانی گھر میں داخل ہیں۔"
(کشتی نوح صفحہ ۱۰)

"اس زمانہ کا حصن حصین میں ہوں جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں سے اپنی جان بچائے گا مگر جو شخص میری دیواروں سے دُور رہنا چاہتا ہے ہر طرف اس کو موت درپیش ہے۔" (فتح اسلام صفحہ ۱۶)

"... وہ جس نے مجھے پہچانا میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور اس کے نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔" (کشتی نوح)

اوتاروں اور نبیوں کی مخالفت کرنیوالے نشٹ اور تباہ ہوجاتے ہیں اور انہیں شانتی نہیں مل سکتی

یوگیراج شری کرشن جی مہاراج فرماتے ہیں:—

"جو مورکھ لوگ میرے اس مت کا انوسرن (اتباع) نہیں کریں گے اُن سب گیان سے خالی لوگوں کو نشٹ سمجھو۔"
(گیتا ادھیائے ۳ شلوک ۳۲)

جاہل بدظنی کرنے والا عقل سے کام نہ لینے والا ناش ہوجاتا ہے اوتار کی بات نہ ماننے والے انسان کو نہ اس دنیا میں امن ملتا ہے نہ دوسری دنیا میں۔ یعنی لوک و پرلوک دونوں اس کے لئے بھرشٹ ہوجاتے ہیں۔"
(گیتا ادھیائے ۴ شلوک ۴۰)

کرشن ثانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب فرماتے ہیں:

"مخالف لوگ عبث اپنے تئیں تباہ کر رہے ہیں میں وہ پودا نہیں کہ اُن کے ہاتھ سے اکھڑ سکوں۔ اگر ان کے پہلے اور اُن کے پچھلے اور اُن کے مردے تمام جمع ہوجائیں اور میرے مارنے کیلئے دعائیں کریں تو میرا خدا اُن تمام دعاؤں کو لعنت کی شکل میں اُن کے مُنہ پر مارے گا۔"
(ضمیمہ اربعین ۳-۴ صفحہ ۷)

"اے نادانو اور اندھو مجھ سے پہلے کون صادق ضائع ہوا کہ میں ضائع ہوجاؤں گا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کیا خدا مجھے چھوڑ دیگا۔ کبھی نہیں چھوڑے گا۔ کیا وہ مجھے ضائع کردے گا کبھی نہیں ضائع کرے گا۔ دشمن ذلیل ہوں گے اور حاسد شرمندہ۔ اور خدا اپنے بندے کو ہر میدان میں فتح دے گا۔"
(انوار الاسلام صفحہ ۲۱)

"اے تمام لوگو سُن رکھو یہ اُس خدا کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا۔ اور حجّت اور بُرہان کی رُو سے سب پر اُن کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دِن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دُنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور سلسلہ میں نہایت درجہ فوق العادت برکت

(بقیہ بر صفحہ ۱۵ کالم ۳)

احمدیہ نقطۂ نگاہ اور آسمانی پرواز

از محترم مولٰینا محمد سلیم صاحب فاضل مقیم کلکتہ

یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ تخلیقِ عالم پر قرنہا قرن گذرنے کے بعد جب انسان اتنا تمیز دار اور باشعور ہوگیا کہ اپنے نیک و بد کو سمجھنے لگا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی سود و بہبود اور دینی و دنیوی رہنمائی کے لئے انبیاء کا سلسلہ جاری فرمایا اور یہ جاری رہے گا تا آنکہ قیامت آجائے اور دنیا پر سے نوعِ انسان حرفِ غلط کی طرح مٹ جائے۔

ارسالِ رسل کے ساتھ ہی ساتھ اللہ تعالیٰ نے صحفِ انبیاء کے علاوہ بعض اہم اور ضروری الہامی کتابیں بھی نازل فرمائیں۔ جن میں سے تورات، زبور، انجیل اور قرآن کریم کے نام زبان زدِ خلائق ہیں۔ ان تمام کتابوں میں حالاتِ زمانہ کے مدنظر نہایت ہی قیمتی اور زرّیں ہدایات موجود ہیں۔ جن پر عملدرآمد سے انسانی زندگی فانی ہونے کے باوجود لافانی اور ابدی بن سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام وفات یافتہ ہونے کے باوجود زندۂ جاوید اور ان پر ایمان لانے والے علیٰ قدر مراتب حیاتِ ابدی سے ہمکنار رہیں۔

خلاصۂ کلام یہ کہ اس کائنات میں نظامِ جسمانی کے پہلو بہ پہلو ایک نظامِ رُوحانی بھی کارفرما ہے اور دونو کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ بابرکات ہے۔ اگر ظاہری نظامِ عالم اس کے فعل کا کرشمہ ہے تو روحانی نظامِ حیات اور ہر الہامی کتاب اس کے قول کا جلوہ ہے۔ لہٰذا یہ ناممکن ہے کہ ذاتِ باری کے قول و فعل میں ذرہ بھر تخالف ہو۔ کیونکہ یہ تو ایک عام انسان بھی گوارا نہیں کرتا کہ اس کا قول و فعل متضاد ہو یا اس کا کردار اور گفتار باہم متخالف ہو۔ بنا بریں اللہ تعالیٰ کے قول و فعل کی ہم آہنگی لازمی اور ضروری ہے۔ ورنہ اُس کی عظمت و بزرگی میں فرق آئے گا۔

القصہ اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ رُوحانی اور جسمانی نظام دو ناپیدا کنار سمندر ہیں جن کی تہ میں پڑے ہوئے آبدار موتی صلائے عام دے رہے ہیں کہ غوطہ لگاؤ اور مالا مال ہوجاؤ۔ اب یہ ہمارا کام ہے کہ ان سمندروں کو کھنگال ڈالیں اور اپنی بساط کے مطابق ان کے پیٹ میں چھپے ہوئے خزانوں سے بہرہ اندوز ہوں۔

ظاہری اعتبار سے تو نت نئے اکتشافات، ایجادیں اور تازہ بتازہ دریافتیں انسان کی ہمتِ مردانہ کی آئینہ دار ہیں۔ اور اگر مختلف اقوام میں مسابقت کی یہی دَوڑ زندہ رہی تو قرآن کریم کی یہ پیشگوئی کہ "اِذَا السَّمَآءُ کُشِطَتْ" ایک زمانہ آئے گا جبکہ آسمان کی کھال اتاری جائے گی! ایسی شان سے پوری ہوگی کہ ہم بچشم خود مشاہدہ کریں گے لیکن روحانی اعتبار سے معارفِ جدیدہ اور نکاتِ عجیبہ کا مظاہرہ بہت کم نظر آتا ہے اور اگر کوئی بندۂ خدا قرآن کریم کا نیا اور اچھوتا نکتہ بیان کرتا ہے تو یہی مسلمان کہلانے والے شریعت کے اجارہ دار پنجے جھاڑ کر پیچھے پڑجاتے ہیں کہ "مَا سَمِعْنَا بِھٰذَا فِیْ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِیْنَ"۔ ہم نے تو اپنے آباء و اجداد سے یہ نکتۂ معرفت کبھی نہیں سُنا۔ پھر تم کون ہوتے ہو یہ نرالی بات کہنے والے! قرآن کریم میں جو کچھ تھا وہ تو سلف صالحین بیان کرچکے ہیں۔ اب اس میں کیا رکھا ہے جو تم جدید حقائق و معارف کے لئے دن رات مغز ماری کرتے رہتے ہو۔ خبردار جو آئندہ پانی بلونے کی کوشش کی۔

اِن ظاہر پرست اور اسلام کے نادان دوستوں کو یہ سمجھ نہیں آتی کہ جب ظاہری سمندروں کی گہرائیاں اب تک موتیوں سے اٹی پڑی ہیں تو قرآن کریم جو کلامِ الٰہی کی جان اور تمام سچائیوں کا مخزن ہے اس کے لطیف نکتے کیونکر ختم ہوسکتے ہیں؟ ہمارا تو یہ ایمان ہے کہ جوں جوں سائنس کے اکتشافات ترقی کریں گے توں توں جمال و حسنِ قرآن نمایاں ہوگا۔ اور اس میں بیان شدہ ابدی حقیقتیں پایۂ ثبوت پہنچیں گی۔ اِن شاء اللہ۔ کیونکہ جس ذات بے ہمتا کی صنعت کاری نظامِ کائنات میں جاری و ساری ہے اسی ذاتِ یکتا کی جلوہ گری قرآن کریم میں سرمایۂ دلبری ہے۔

آج جبکہ بلند پرواز راکٹ اور مصنوعی چاند چھوڑے جارہے ہیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ انسان چاند تک پہنچا ہی چاہتا ہے ایک دفعہ پھر دنیائے مذاہب میں تہلکہ سا مچ گیا ہے۔ کیونکہ بھارت ورش میں ایسے دھرمی بھی پائے جاتے ہیں جو کوہِ ہمالہ کے اُس پار کسی دُنیا کے قائل ہی نہیں۔ اسلئے اگر چاند یا کسی اور سیّارے میں آبادی ثابت ہوگئی یا یہ زمینی انسان وہاں پہنچ کر آباد ہوگیا تو یوں سمجھئے کہ ان کے مذہب کی عمارت دھڑام سے زمین پر آرہے گی۔

دُور کیوں جائیں، خود مسلمان کہلانے والے جو احمدیوں سے خدا واسطے کا بَیر رکھتے ہیں محض احمدیوں کو زک پہنچانے کے لئے بغلیں بجا رہے ہیں کہ لیجئے اب تو انسان چاند پر جانے کے لئے بالکل تیار بیٹھا ہے۔ اور اس اِمکان سے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کا بجسد العنصری

دو ہزار سال تک آسمان پر زندہ رہنا خود بخود ممکن ہو گیا ہے۔ اور احمدیوں کا یہ کہنا کہ کوئی بشر آسمان پر نہیں جا سکتا، آخر کار غلط ثابت ہوا۔ حالانکہ احمدیوں کا یہ عقیدہ خود ساختہ نہیں بلکہ قرآن کریم پر مبنی ہے۔ اندریں صورت سائنس کا مزعومہ حملہ احمدیوں پر نہیں بلکہ قرآن کریم پر ہے۔ اس کے باوصف غیر احمدیوں کا خوش ہونا ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی شریک کی دیوار کے انہدام کی دعائیں مانگنا، خواہ اس کے نیچے دب کر خود ہی زندگی سے ہاتھ دھونا پڑیں۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ غیر احمدی حضرات عرصۂ دراز سے یہ مانتے چلے آرہے ہیں کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام اپنے جسم خاکی سمیت دو ہزار برس سے چرخ چہارم پر رونق افروز ہیں۔ اور ضروریاتِ زندگی سے بے نیاز مرورِ زمانہ سے غیر متأثر سخت، بے عملی اور بیکاری کی زندگی گذار رہے ہیں۔ اور کسی نامعلوم زمانہ میں پھر تشریف لائیں گے اور جنگلوں اور بیابانوں میں کارِ بیکاراں کے مصداق خنزیروں کا شکار کرتے پھریں گے۔ اور ایک جم غفیر اُن کے ہمراہ اس "کارِ ثواب" میں شریک ہوگا۔

اگرچہ بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آیاتِ قرآنیہ۔ احادیثِ نبویہ اور دلائلِ عقلیہ ونقلیہ کی رُو سے اس عقیدہ کی ایسی تردید فرمائی ہے کہ گویا اس مسئلہ کو کھرل کر ڈالا ہے۔ جس کے نتیجہ میں اب غیر احمدی حضرات مسیح ناصری علیہ السلام کی دو ہزار سالہ مزعومہ زندگی کا نام لیتے ہوئے بھی شرمانے لگے ہیں۔ لیکن پھر بھی کبھی کبھار باسی کڑھی میں اُبال آہی جاتا ہے۔ چنانچہ یہی صورت حال آج کل درپیش ہے۔ کیونکہ منجملہ اور دلائل کے ایک دلیل وفاتِ مسیح کے اثبات میں جماعت احمدیہ کی طرف سے یہ بھی پیش کی جاتی ہے کہ جب کفارِ مکہ نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے آسمان پر چڑھ جانے کا مطالبہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا "قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا رَسُولًا" یعنی اے رسول! ان کو جواب دے کہ میرا رب پاک ہے اور میں تو ایک بشر رسول ہوں۔ مجھ سے آسمان پر چڑھ جانے کا مطالبہ سراسر بے محل ہے۔ بھلا میں بشر ہو کر کیونکر آسمان پر جا سکتا ہوں۔ گویا بشر کے لئے آسمان پر جانا محال اور ناممکن ہے۔ اور چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی بشر تھے اسلئے آپ کا آسمان پر جانا بھی محال اور ناممکن ہے۔

کفارِ مکہ نے حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ معجزات کا مطالبہ کیا تھا جیسا کہ سورۂ بنی اسرائیل ع۱۰ میں مذکور ہے۔

۱۔ صحرائے عرب میں چشمے بہائے جائیں۔

۲۔ کھجوروں اور انگوروں کا باغ عام لگوا دیا جائے جس کی سدا بہار شادابی کے لئے اس میں نہروں کا اہتمام کیا گیا ہو۔

۳۔ روزمرہ دھمکیوں کو عملی جامہ پہنا کر اُن پر آسمان گرا دیا جائے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کو سے کر سامنے آئیں۔

۵۔ اپنے لئے سونے کا مکان بنوائیں۔

۶۔ آپ آسمان پر چڑھ جائیں اور وہاں سے اپنی رسید گی کی چٹھی بھجوا دیں جسے ہم پڑھ لیں۔

اِن مطالبات سے کفارِ مکہ کی رعونت کا پتہ چلتا ہے گویا وہ اللہ تعالیٰ کو اپنا غلام بے دام سمجھتے ہیں کہ بے دھڑک حکم چلائے جاتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بلاچون وچرا تعمیل کرتا چلا جائے۔ حالانکہ اس صورت میں تو وہ لوگ خود خدا ٹھیرے، ورنہ خدا کی خدائی کا تقاضا تو یہ ہے کہ بلا عذر وبہانہ اس کے احکام عالیہ کی فرمانبرداری کی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مذکورہ بالا جواب سکھایا کہ منکروں اور مخالفوں کے اقتراحی معجزات کی نمائش تو مداری کا تماشا ہوگیا جو اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے خلاف ہے۔ اس کی صمدیت چاہتی ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ بلاحیل وحجت اور ہمہ آن اس کی نیاز مندی کا دم بھرتا رہے اور غیر مشروط طور پر اس کا مطیع ومنقاد رہے۔ اہلِ مکہ کس کھیت کی مولی ہیں جو اس کی قدرتِ کاملہ اور یکتائی کو چیلنج کر رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ پہلے اُن کی ڈکٹیٹری کے سامنے ہتھیار ڈال دئے جائیں۔ اور اُن کے مجوزہ معجزے دکھائے جائیں۔ اس کے بعد وہ دعوتِ رسول کے ردّ وقبول پر غور کر سکتے ہیں۔

چونکہ اُن کا یہ رویّہ حد درجہ گستاخانہ اور شانِ الوہیت کے استخفاف کا غماز تھا اسلئے اللہ تعالیٰ نے اُن کے مطالبات کو ٹھکرایا باایں ہمہ دلیل وبرہان کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا چنانچہ پہلا۔ دوسرا اور پانچواں مطالبہ لفظ "بشر" سے ردّ فرمایا کیونکہ اُن کے پورا کر دینے سے صرف یہی ثابت ہوگا کہ آپ ایک امیر وکبیر اور ماہر انجنیئر ہیں لیکن ہیں بشر ہی۔ اور یہ غیر ضروری اور تحصیلِ حاصل ہے۔ تیسرا، چوتھا اور چھٹا مطالبہ ایسا ہے کہ وہ رسول کی رسالت کے منافی ہے۔ اس سے خدائی تو ثابت ہو سکتی ہے مگر رسالت ثابت نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا یہ بھی سراسر بیکار ٹھیرا، کیونکہ آنحضرت صلعم نے نہ خدائی کا دعویٰ کیا ہے اور نہ وہ اپنی خدائی منوانا چاہتے ہیں۔ البتہ آپ نبوت ورسالت کے مدعی ضرور ہیں اور لازمی طور پر اپنے اس دعویٰ کے اثبات کیلئے معقول دلائل رکھتے ہیں۔

یہ تو ایک ضمنی بات تھی جو درمیان میں آگئی ورنہ اصل بحث یہ ہے کہ آیا موجودہ سائنسی ترقی سے قرآن کریم کے کسی بیان پر کوئی زد پڑتی ہے؟ اس کے جواب میں ہمارا ایمان و یقین یہ ہے کہ چونکہ کائنات کا نظام اللہ تعالیٰ کی فعلی اور قرآن کریم اس کی قولی کتاب ہے اسلئے دونوں میں کامل اتحاد اور پورا پورا اتفاق ضروری ہے۔ ان دونوں میں سرِمو تخالف محال اور ناممکن ہے۔ قرآن کریم میں صاف لکھا ہے کہ:-

فِيهَا تَحْيَوْنَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ وَمِنْهَا تُخْرَجُونَ۔ (اعراف ع۲)

یعنی اے بنی نوع انسان! تم اسی زمین میں زندگی گذارو گے، اسی میں مرو گے اور اسی میں سے نکالے جاؤ گے۔ پھر ایک اور جگہ فرمایا:-

الم نجعل الارض کفاتًا احیاءً و امواتًا۔ (مرسلات ع۱)

اے انسانو! کیا ہم نے اس زمین کو تمہیں سمیٹنے والی نہیں بنایا خواہ تم زندہ ہو یا مُردہ۔ نیز ایک اور مقام پر فرمایا:-

ولکم فی الارض مستقرٌ و متاعٌ الیٰ حین۔ (بقرہ ع۴)

یعنی اے لوگو تمہارے لئے زمین ہی میں ٹھکانا اور ایک مدت تک فائدہ اٹھانا ہے۔ ان تمام آیاتِ قرآنیہ سے ظاہر ہے کہ بنی نوع انسان کے لئے زمین اور زمینی اسباب کے بغیر زندہ رہنا ناممکن ہے۔ اِن حالات میں اگر چاند یا کسی اور سیارہ پر جانے والا زمینی اسباب سے مسلح ہو کر وہاں جاتا ہے تو اس سے قرآن کریم کی تکذیب کیونکر ہو سکتی ہے؟ مزہ تو جب ہے کہ فضائے بسیط میں پرواز کرنے والے زمینی آکسیجن، خوراک، پوشاک، آہنی و چوبی مواد اور دیگر زمینی لوازمات کے بغیر جرأتِ پرواز کریں۔ اور جب تک وہ ایسا نہیں کر پاتے کسی کو حقائق قرآن کے مونہہ آنے کا حق نہیں ہے اور نہ غیر احمدیوں کو حق پہنچتا ہے کہ وفاتِ مسیح ناصری علیہ السلام کے بارہ میں احمدیہ نقطۂ نگاہ کی تردید کی جسارت کریں۔

بقیہ صفحہ ۱۱ کرشن اول اور کرشن ثانی....

برکت ڈالے گا۔ اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کی فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی"۔

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۴)

جماعت احمدیہ کو نصیحت

حضرت کرشن ثانی اپنی جماعت کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:-

"تم خدا کی آخری جماعت ہو سو وہ عمل نیک دکھلاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہوں۔ ہر ایک جو تم میں سست ہو جائیگا وہ ایک گندی چیز کی طرح جماعت سے باہر پھینک دیا جائے گا۔ اور حسرت سے مرے گا اور خدا کا کچھ بگاڑ نہ سکیگا۔ دیکھو میں بہت خوشی سے خبر دیتا ہوں کہ تمہارا خدا درحقیقت موجود ہے۔ اگرچہ سب اسی کی مخلوق ہے لیکن وہ اُس شخص کو چن لیتا ہے جو اس کو چنتا ہے۔ وہ اس کے پاس آجاتا ہے جو اس کے پاس جاتا ہے۔ جو اُس کو عزت دیتا ہے وہ اس کو بھی عزت دیتا ہے۔

تم اپنے دلوں کو سیدھا کر کے اور زبانوں اور آنکھوں کو پاک کر کے اس کی طرف آجاؤ کہ وہ تمہیں قبول کرے گا"۔

(کشتی نوح صفحہ ۲۲)

بقیہ صفحہ ۸ احمدیت امید اور زندگی کا پیغام ہے

طاقت موجود ہے کہ وہ اپنے ماننے والوں کو حیرت انگیز ترقی دے کر دوسروں کا رہنما بنا سکتا ہے چنانچہ ہمارے اس دعویٰ کی تصدیق کے لئے آپ کی قائم کردہ زندہ، فعّال اور ترقی یافتہ جماعت موجود ہے جس کی شاخیں ہر ملک وعلاقہ میں پھیل چکی ہیں۔ اور رُوحانی میدان میں شاندار فتوحات حاصل ہو رہی ہیں۔ کفر والحاد کی فوجیں ہر محاذ پر پسپا ہو رہی ہیں۔

بے شک جماعتِ احمدیہ ایک چھوٹی سی جماعت ہے مگر اسلام کی خدمت واشاعت کا جو جذبہ اور ولولہ ان کے اندر موجود ہے اور اس کے لئے ہر قسم کی جانی ومالی قربانی جو یہ جماعت پیش کر رہی ہے اس کی نظیر کسی اور اسلامی جماعت میں نظر نہیں آتی۔ ہر احمدی اپنے روشن مستقبل کے لئے پُر امید اور پُر یقین ہے۔ اور اس کا یہ یقین وایمان اُسے ہر لحظہ ترقی کی طرف لے جا رہا ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ احمدیت کوئی نیا مذہب نہیں۔ بلکہ حقیقی اسلام کا ہی دوسرا نام ہے احمدیت ایک پیغامِ حیات ہے، ایک زندگی کی تحریک ہے۔ جو نا اُمیدی کو امید میں تبدیل کر کے روشن مستقبل کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ دلوں میں نیک تبدیلی پیدا کر کے اسلام کی خدمت کا ولولہ، شوق اور جذبہ پیدا کرتی ہے۔ اس سے انسانی زندگی کا ایک عظیم الشان مقصد سامنے آجاتا ہے۔ جس کے لئے کام کرنے کی خواہش اور امنگ پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کے ذریعہ مذہبی دُنیا کو اکٹھا کیا جا سکتا ہے۔ اور تمام اقتصادی وسیاسی جھگڑوں کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔

پس مبارک ہے وہ شخص جو مامورِ ربّانی اور مسیحِ زمانی کو شناخت کر لے۔ اور اپنے آپ کو احمدیت سے وابستہ کر کے خدا کی رضا اور دائمی زندگی حاصل کر لے۔

درخواست دعا

اس ماہ کے آخر میں میرے نواسے سید عزیز احمد کا مڈل کا امتحان ہے عزیزی کی والدہ بیمار رہتی ہے اسلئے بچہ کی کامیابی اور اس کی والدہ کی صحت کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ [illegible]

قبرِ مسیح اور چاہِ ہاروت و ماروت

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

یہ بات جماعت احمدیہ کے لٹریچر میں بڑے بسط و تفصیل کے ساتھ آچکی ہے کہ وادیٔ کشمیر میں اسرائیلی نسل کے قبائل پائے جاتے ہیں۔ یہ وادی جناب مسیح کی بھیڑوں کا بھیڑ خانہ ہے۔ بنی اسرائیل کے گم شدہ قبائل کا بڑا حصہ یہیں آباد ہے۔ اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحقیق کے مطابق مسیح ناصری علیہ السلام کی آخری آرام گاہ بھی یہیں ہے اور ابھی اخباروں میں چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کا ایک بیان بھی شائع ہوا جس میں آپ نے یہ فرمایا ہے کہ محلہ خانیار سرینگر کشمیر میں جناب مسیح کی قبر ہے۔

اب کی ہم لوگ ۲ اکتوبر کو جب محلہ خانیار گئے اور قبرِ مسیح پر فاتحہ خوانی کو کھڑے ہوئے تو یہ عجیب تماشہ دیکھا کہ جو مجاور ہم لوگوں کی رہنمائی کو آیا اس کے ہاتھ میں جماعتِ احمدیہ کی کتاب قبرِ مسیح (Tomb of Jesus) تھی مجاور ہم لوگوں سے ناواقف تھا۔ اور آخیر تک وہ ہم لوگوں کو نہیں پہچان سکا۔ لیکن جب ہم یہ سوال کرتے کہ یہ کس بزرگ کا مزار ہے تو وہ کہتا کہ اس کتاب میں سب باتیں درج ہیں اس کا مطالعہ کیجئے۔

اور کئی لوگ جو اس قبر کے قرب و جوار میں رہتے ہیں اُن سے جب پوچھا تو وہ اب کی دبی زبان سے یہ کہتے کہ یہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی قبر ہے۔ ایک شخص نے کہا کہ ایک نبی کی قبر ہے جو آٹھ سو سال پہلے پیدا ہوئے تھے۔ جب اس سے یہ پوچھا گیا کہ کیا یہ نبی حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہوئے تھے؟ تو اس کی پیشانی پر پسینہ آگیا۔

چند لوگوں نے اور ایک معمر آدمی کا پتہ بتایا اور کہا کہ اگر اس قبر کی تاریخ معلوم کرنی ہے تو اُن سے ملئے وہ آپ لوگوں کو تفصیل سے اس مزار کی تاریخ بتائیں گے۔ ہم لوگ جب اُن سے ملے تو انہوں نے خواجہ نذیر احمد صاحب کی کتاب پڑھنے کی تلقین کی۔ غرض اس مرتبہ اس مزار کے قرب و جوار میں رہنے والوں کو دبی زبان سے جماعت احمدیہ کی تحقیقات کا اعتراف کرتے پایا۔

میں نے مجاور سے پوچھا کہ آپ کی سند کہاں ہے ممکن ہے اس پر صاحب قبر کا کچھ نام و پتہ لکھا ہو تو اس نے کہا کہ میری سند درگاہ پیر دستگیر کی تجوری میں بند ہے جس میں غوث الاعظم کا موئے مبارک ہے اور یہ تجوری سال میں ایک ہی مرتبہ کھلتی ہے۔ ہم لوگ اس آستانہ پر بھی پہنچے مگر وہاں کوئی ذمہ دار آدمی نہیں ملا۔

" قبرِ مسیح پر جو کتبہ ہے اس میں جا بجا صاحبِ قبر

کے متعلق پیغمبر کا لفظ استعمال کیا گیا ہے کسی شخص نے ان الفاظ کو مٹانے کی بھی کوشش کی ہے جس میں وہ ناکام رہا ہے۔ میں نے مجاور کو اس طرف توجہ دلائی تو اُس نے اس حرکت پر ندامت ظاہر کی۔

چاہ ہاروت و ماروت

کشمیر جانے کے بعد ایک احمدی کو طبعاً قدرتی تجسس ستانے لگتا ہے۔ میں اس سے پہلے وہاں کے اکثر آثار دیکھ چکا تھا۔ اب کی "چاہ بابل" دیکھنے کی خواہش تھی جس میں اسرائیلی روایات کے مطابق دو فرشتے ہاروت و ماروت، اُلٹے لٹک رہے ہیں۔ میں نے کسی رسالے میں یہ پڑھا تھا کہ وادیٔ کشمیر میں "چاہ بابل" بھی ہے اور کشمیری وہاں دُعائے مغفرت اور دعائے استسقاء کے لئے جایا کرتے ہیں مگر مجھے اس کنوئیں کا پتہ نہیں ملتا تھا۔ اب کی جو یاری پورہ آیا تو مکرم میر غلام محمد صاحب صدر جماعت احمدیہ یاری پورہ سے بھی اس کنوئیں کے متعلق پوچھا انہوں نے مجھے اس کا نشان و پتہ بتایا اور جب میں نے وہاں جانے کی خواہش کا اظہار کیا تو اپنے بھائی مکرم عبد المجید صاحب سے کہا کہ وہ مجھے "چاہِ بابل" دکھا آئیں۔ دُوسرے دن میں مکرم عبد المجید صاحب کے ساتھ "چاہِ بابل" دیکھنے چلا۔ اسرائیلی قصّے کے مطابق چاہ بابل عبرت انگیز بھی ہے اور رومان پرور بھی۔ حُسن کی سحر طرازیاں اور عشق کی مجبوریاں، اس قصے کے یہ دو اہم کردار ہیں۔ یاری پورہ سے اسلام آباد آیا یہاں تک مشہور مفکر اور اہل قلم جناب صوفی نذیر احمد صاحب کشمیری بھی میرے ساتھ تھے جن سے ملکی اور دینی امور پر بات چیت ہوتی رہی۔ اسلام آباد سے وہ تو سرینگر چلے گئے اور ہم لوگ چاہِ بابل دیکھنے پہلگام کے راستے پر چلے۔ پہلے مارتن پہنچے۔ یہاں پہلگام کے راستے کو چھوڑ کر سلطان زین العابدین (بڈشاہ) کی نہر کی طرف چلے۔ کئی پہاڑیوں پر چڑھائی کرتے ہوئے ایک گاؤں کے پاس آئے جس کو "بادن" کہتے ہیں۔ معلوم ہُوا کہ یہیں چاہِ بابل ہے۔ بڈشاہ نہر کے نیچے پہاڑ کے دامن میں نہایت پُر فضا مقام پر ایک چہار دیواری نظر آئی جس کے بیرونی دروازے پر لکھا تھا "چاہ ہاروت و ماروت" ہم لوگ اندر گئے تو وہاں اور ایک احاطہ نظر آیا۔ اس کے بیچ میں سیمنٹ کا بنا ہُوا ایک چوکور سا چبوترہ تھا۔ لگ بھگ تین فٹ اونچا ہوگا۔ اُوپر کا حصہ پتلا اور نوکیلا ہوتا گیا تھا۔

ہم لوگوں کو وہاں اس کے سوا اور کچھ نظر نہیں آیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہاں ایک بوڑھی عورت آئی اور اُس نے کہا کہ میرے شوہر یہاں کے مجاور ہیں وہ آج سرینگر گئے ہوئے ہیں اسلئے آپ لوگ جو کچھ پوچھنا چاہیں مجھ سے پوچھ لیں۔ اُس بوڑھی عورت نے اپنا نام ساجدہ بتایا اور اپنے شوہر کا مقبول احمد۔

وہ عورت بہت آسان کشمیری میں باتیں کر رہی تھی۔ میں نے اُس سے پوچھا کہ چاہِ ہاروت ماروت کہاں ہے تو اُس نے اسی پختہ چبوترے کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ اس کے نیچے وہ کنواں ہے، اور یہ اس کنوئیں کا سرپوش (ڈھکن) ہے۔ کشمیر میں سب سے پہلے جس بزرگ نے اسلام کی تبلیغ کی ان کو کشمیری امیر کبیر یا شاہ ہمدان کہتے ہیں۔ یہ کچھ کم و بیش آٹھ سو سال کے بزرگ ہیں۔

اس عورت نے کہا کہ امیر کبیرؒ کے عہد میں یہ کنواں کھلا تھا۔ اور خواجہ خضر روزانہ سات مرتبہ ہاروت ماروت کی خیر و عافیت دریافت کرنے آتے تھے۔ اس کنوئیں سے ہمیشہ ان دونوں فرشتوں کے چیخنے اور کراہنے کی آواز آتی رہتی تھی اسلئے حضرت امیر کبیرؒ نے اس پر ایک ڈھکن ڈال دیا۔ اس دن سے یہ کنواں بند ہے۔

میں نے اُس عورت سے پوچھا کہ ہاروت ماروت کا قصہ سُناؤ۔ تو اُس نے پوری اسرائیلی روایت سنا ڈالی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ

ہاروت ماروت دو فرشتے تھے یہ دونوں نانبائی کی ایک لڑکی پر عاشق ہوگئے جس کا نام زہرہ تھا۔ فرشتوں نے بدکاری کی خواہش کی مگر زہرہ نے انکار کیا اسلئے خدا نے زہرہ کو تو آسمان کا سب سے روشن ستارہ بنا دیا اور ان دونوں فرشتوں کو دو کچے دھاگوں کے سہارے اس کنوئیں میں اُلٹا لٹکا دیا۔ اُن فرشتوں نے عذاب دوزخ پر اس عذاب کو ترجیح دی تھی۔

میں نے پوچھا کہ بڑی بی، بابل تو عراق میں ہے کنواں یہاں کیسے آگیا۔ تو کہنے لگیں کہ کون کہتا ہے کہ بابل عراق میں ہے۔ بابل تو اسی علاقہ کا نام ہے۔ جہاں آپ کھڑے ہیں پھر پہاڑ اور وادی کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ پہلے اس پورے علاقے کا نام "بابل" تھا۔

میں نے کشمیر میں جتنے اسرائیلی آثار دیکھے قبرِ مسیح کے بعد سب سے زیادہ اسی کنوئیں کو دیکھ کر حیران ہُوا۔ قرآن مجید میں بابل اور ہاروت ماروت کا ذکر آتا ہے لیکن بابل کے متعلق کسی مفسر نے یہ نہیں لکھا ہے کہ یہ کشمیر کا کوئی علاقہ ہے بائیبل میں بھی اس کو عراق کا ایک شہر کہا گیا ہے۔ دوسری اسیری کے بعد بنی اسرائیل اسی شہر کے آس پاس بسائے گئے تھے۔ یہیں سے وہ یروشلم واپس گئے۔ اور ہیکل کی دوبارہ تعمیر کی۔ وہ بابل 'قصۂ ہاروت ماروت کے ساتھ کشمیر کیسے آگیا؟ یہ ایک سوال ہے جس پر ہر شخص کو سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے۔

اِس سوال کا حل جماعت احمدیہ کے سوا اور کسی کے پاس نہیں۔ جماعت احمدیہ کی یہ تحقیق کہ کشمیر میں وہ اسرائیلی آباد ہیں جو آشوری بادشاہ کے ہاتھوں جلاوطن کئے گئے۔ اس نظریے کے بعد یہ سوالات حل ہو جاتے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ جس زمانے میں بنی اسرائیل کے یہ قبائل اس علاقے میں آئے تو یہ علاقہ غیر آباد تھا انہیں لوگوں نے اس کو آباد کیا۔ اور کوشش کی کہ سارا علاقہ ملکِ شام کی مانند بنا دیا جائے۔ تا وہ غربت میں وطن کا لطف اٹھاتے رہیں۔ اور ان کی قومی و مذہبی روایات بھی زندہ رہیں۔ اسی لئے اُن لوگوں نے کسی علاقہ کا نام گلگت رکھا تو کسی کا مری یعنی مریم۔ کسی کا موآب اور کسی کا لولاب۔ اسی طرح ایک علاقے کا نام بابل رکھا۔ اور سرزمینِ بابل سے "ہاروت و ماروت" کی عشقیہ و المیہ داستان بھی وابستہ ہے اسلئے ایک جگہ "چاہ بابل" کی یادگار بھی قائم کر دی گئی۔ اور یہ کوئی تعجب خیز امر نہیں۔ یہ ہر زندہ قوم کی سیرت کا ضروری حصہ ہوتا ہے۔ جماعتِ احمدیہ نے بھی دار الہجرت ربوہ میں قادیان کے مقامات مقدسہ کی یادگاریں ظل اور بروز کے طور پر قائم کی ہیں۔ جیسے بہشتی مقبرہ۔ اور مسجد مبارک۔ اور ایک یہ خبر بھی گرم ہے کہ پاکستان کے کسی شہر میں درگاہ اجمیر شریف کی نقل بھی بنائی گئی ہے۔

بنی اسرائیل کے گمشدہ قبائل نے بھی کشمیر میں جا بجا اپنی قومی یادگاریں قائم کیں۔ انہیں میں ایک چاہِ بابل یا "چاہِ ہاروت و ماروت" بھی ہے اور یہ اس قوم کے اسرائیلی النسل ہونے کا ٹھوس ثبوت ہے۔

آج کل اس خیال کو مہاراشٹر کے اسرائیلیوں کی تحقیقات سے بھی بہت تقویت ملی ہے۔ اس صوبہ کے علاقہ کوکن میں جو اسرائیلی بستے ہیں اُن کا بھی یہی دعویٰ ہے کہ وہ بنی اسرائیل کے گمشدہ قبائل سے تعلق رکھتے ہیں۔ حال ہی میں کئی اسرائیلی مورخوں نے اس موضوع پر کتابیں لکھی ہیں۔

اس مرتبہ میں نے کشمیر میں کئی ایسی باتیں دیکھیں جو مہاراشٹر۔ گجرات اور کشمیر کے درمیان مشترک ہیں۔ سورت اور بو گاؤں جو مہاراشٹر اور گجرات کے علاقے ہیں کشمیر میں بھی اسی نام کی آبادیاں پائیں۔ نائک مہاراشٹر کا مشہور قبیلہ ہے۔ کشمیر کا ایک قبیلہ بھی نائک ہے۔ گام یعنی جگہ یا آبادی جس طرح مہاراشٹر میں مستعمل ہے اسی طرح کشمیر میں بھی۔ بیلگام۔ گھام گام مہاراشٹر میں ہیں اور پہلگام و کولگام کشمیر میں۔

غرض کوکن کے اسرائیلیوں کی تحقیقات سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ قوم جہاں گئی کسی نہ کسی رنگ میں اپنی قومی خصائص اور یادگاروں کو زندہ رکھا۔ بادن کا چاہِ ہاروت و ماروت بھی اُن کی قومی یادگاروں میں سے ایک یادگار ہے ⁂

جماعت ہائے احمدیہ کشمیر کا کامیاب و عظیم الشان صوبائی جلسہ

از مکرم الحاج مولوی بشیر احمد صاحب فاضل امیر وفد

وادی کشمیر میں تبلیغی و تربیتی وفد کے دورہ کے اختتام پر یہ طے کیا گیا کہ ایک صوبائی جلسے کا انعقاد کیا جائے۔ اگرچہ یہ جلسہ امسال سرینگر شہر میں کرنے کا فیصلہ جماعت احمدیہ سرینگر کی طرف سے کیا گیا تھا لیکن سرینگر میں خرقہ ادارہ شریف کی مشکلات کی وجہ سے وہاں جلسے کا انعقاد نہ ہو سکا اور محترم پراونشل امیر صاحب کی طرف سے اطلاع آئی کہ سرینگر کے حالات کے پیش نظر وہاں جلسے کا انعقاد ممکن نہیں۔ چنانچہ موضع کنی پورہ شورت میں مورخہ ۱۴ر اکتوبر ۱۹۷۳ء بروز اتوار صوبائی جلسہ رکھا گیا اور کشمیر کی جملہ جماعتوں کو اس جلسے کی اہمیت سے آگاہ کیا گیا۔ علاوہ ازیں ایک پوسٹر بھی شائع کیا گیا اور اسے مختلف علاقہ جات میں چسپاں کیا گیا۔

مکرم محمد عبد اللہ صاحب قائد شورت، مکرم عبد الخالق صاحب بٹ قائد کنی پورہ نے خدام کے ذریعہ شورت، کنی پورہ کے ارد گرد کے علاقہ جات میں بالخصوص کوکر گام۔ بہو گام۔ سنگرو نہ، زری پورہ وغیرہ میں پوسٹر چسپاں کئے۔ مکرم مظفر صاحب سیکرٹری تبلیغ رشی نگر نے سرینگر سے شوپیاں اور آسنور پوسٹر بھجوانے میں مدد کی اور جماعت احمدیہ رشی نگر کے خدام نے شوپیاں کے قصبہ میں خصوصیت سے پوسٹر چسپاں کرنے کے لئے جہاں ایک ہفتہ قبل جماعت احمدیہ کی طرف سے کامیاب جلسے کا انعقاد ہو چکا تھا۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء

اس جلسے میں شرکت کے لئے مختلف جماعتوں سے احباب ہفتہ کی شام کو ہی آنے شروع ہو گئے اور اتوار کو آسنور، یاڑی پورہ اور رشی نگر کی جماعتیں وفود کی صورت میں جھنڈے ہاتھ میں لئے ہوئے اور درود شریف پڑھتے ہوئے شورت میں پہنچ گئیں۔ اسی طرح سرینگر سے بھی پراونشل عہدہ داران میں سے نائب امیر مکرم بابو غلام رسول صاحب سرینگر سے جنرل سیکرٹری مکرم سعید احمد صاحب ڈار آسنور سے سیکرٹری امور عامہ مکرم عبد الحمید صاحب ٹاک یاڑی پورہ سے سیکرٹری مال رشی نگر سے جلسے میں شامل ہوئے۔ محترم مبارک احمد صاحب ظفر پراونشل آڈیٹر کنی پورہ میں ہی قیام پذیر تھے اور اس جلسے کی کامیابی کے لئے ہر طرح کوشاں رہے۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء

کارروائی کا آغاز

جلسے کی کارروائی ساڑھے ۱۲ بجے دوپہر خاکسار کی صدارت میں شروع ہوئی۔ محترم مبارک احمد صاحب ظفر و مکرم مولوی عبد الرحیم صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ نے یکے بعد دیگرے قرآن مجید کی تلاوت کی۔ تلاوت قرآن پاک کے بعد خاکسار نے سواد تے وحدیت لہرایا اس وقت تحریک جملہ احباب کھڑے ہو گئے اور بلند آواز سے مسنون دعائیں پڑھتے رہے۔ بعد ازاں شاعر کشمیر محترم غلام نبی صاحب ناظر صاحب نے کشمیری زبان میں دنوفہ انگیز نظم پڑھی۔

محترم غلام نبی صاحب منصور ایم اے پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کنی پورہ نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کی اور خاکسار نے سیدنا حضرت رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے موضوع پر تقریر کی جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے چیدہ چیدہ واقعات کے ساتھ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے چشمدید حالات بھی بیان کئے۔

مکرم مولانا بشیر احمد صاحب خادم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر ایک مدلل تقریر کی جس میں مظلومیت سے حضرت مسیح موعود و آپ کی جماعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جو سلوک کا تذکرہ کیا۔ محترم سیکرٹری صاحب تبلیغ رشی نگر جناب مظفر صاحب نے اپنی ایک نظم کشمیری زبان میں نہایت عمدہ لہجے سے سنائی۔

ازاں بعد مکرم مولانا سمیع اللہ صاحب فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ نے "اسلام اور موجودہ بے چینی کا علاج" کے عنوان پر تقریر کی۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد اور آپ کی تعلیم کی طرف احباب کو متوجہ کرتے ہوئے بتایا کہ حقیقی امن اسی پر عمل کرنے سے حاصل ہو سکتا ہے۔ تقریر کے دوران آپ نے اخبار "اذان" میں شائع شدہ ایک غلط خبر پر بھی تبصرہ کیا جس میں یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی گئی تھی کہ احمدی مبلغین وادی کے امن کو برباد کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آپ نے واقعات سے ثابت کیا کہ احمدیہ جماعت امن کی حامی جماعت ہے۔ اور وہ امن کی بحالی کے لئے پوری کوشش کر رہی ہے۔ تقریر کے آخر میں آپ نے عرب اسرائیل جنگ کا پس منظر اور اس کے انجام پر بھی روشنی ڈالی۔

آپ کی تقریر کے بعد عزیز بشارت احمد نے اپنے والد محترم سید محمد شاہ صاحب سیفی کی ایک نظم سنائی۔

ازاں بعد محترم مولانا عبد الحق صاحب فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے "جماعت احمدیہ کے عقائد" کے عنوان پر ایک مؤثر تقریر کی اور آپ نے بتایا کہ جماعت احمدیہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں رکھتی جو قرآن مجید اور احادیث کے خلاف ہو۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ پر پوری طرح سے عامل ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین تسلیم کرتی ہے البتہ غیر احمدیوں سے بعض عقائد میں اختلاف رکھتی ہے۔ اور ان عقائد میں بھی قرآن مجید کی روشنی میں جماعت احمدیہ ہی حق پر ہے جیسے مسئلہ وفات مسیح۔ قرآن مجید میں ناسخ منسوخ وغیرہ۔ آپ نے بالتفصیل بتایا کہ ان کے متعلق جماعت احمدیہ کا مسلک ہی درست ہے کیونکہ قرآن مجید کی روشنی میں حضرت مسیح علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔ اور قرآن مجید ایک دائمی شریعت ہے جس میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے قرآن مجید منسوخ نہیں ہے اور اس کی کوئی آیت منسوخ نہیں۔ اس تقریر کے بعد محترم غلام نبی صاحب ناظر نے اپنے کلام سے حاضرین کو محظوظ کیا۔

اور آخر میں خواجہ محمد عبد اللہ صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ شورت نے تقریر کی۔ آپ نے جلسے میں شامل ہونے والے جملہ حاضرین کا شکریہ ادا کیا اسی طرح منتظمین کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے رات دن محنت کر کے اس جلسے کو کامیاب بنایا۔ حکومت کے عہدہ داران کا بھی شکریہ ادا کیا۔ اور بالآخر ایک لمبی اور رقت آمیز دعا خاکسار نے کرائی اور یہ جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ جملہ حاضرین کی چائے سے تواضع کی گئی اور ظہر و عصر کی نمازیں عیدگاہ میں ادا کی گئیں۔ بحمد اللہ اس جلسے میں احمدی و غیر احمدی کثیر تعداد میں شامل ہوئے۔ اور وادی کشمیر کی جماعتوں کے بیشتر احباب نے اس جلسے میں شریک ہو کر اسے کامیاب بنایا۔ اور جلسہ تمام کے بعد باہر سے آنے والے مہمانوں کی مہمان نوازی کے سلسلہ میں جماعت موضع شورت اور کنی پورہ کے احباب نے بے حد تعاون کیا۔ جس کے لئے جملہ احباب شورت و کنی پورہ اور بالخصوص مکرم غلام نبی صاحب منصور پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کنی پورہ، مکرم غلام محمد صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کنی پورہ، مکرم مبارک احمد صاحب پراونشل آڈیٹر، مکرم عبد الخالق صاحب بٹ قائد کنی پورہ، مکرم خواجہ محمد عبد اللہ صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ شورت، مکرم محمد ... صاحب آہنگر قائد جماعت احمدیہ شورت شکریہ کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کا بہترین اجر ان کو عطا فرمائے۔ اللھم آمین۔

الوداعی تقریب

اگلے روز مورخہ ۱۵ر اکتوبر کو چونکہ مبلغین کرام کی روانگی کا پروگرام تھا۔ اسلئے پراونشل نظام کے ماتحت محترم بابو غلام رسول صاحب نائب امیر کی طرف سے مسجد احمدیہ کنی پورہ میں رات بعد نماز عشاء ایک الوداعی مجلس کا انتظام کیا گیا۔ اس مجلس کی کارروائی محترم مولانا سمیع اللہ صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ کی زیر صدارت ہوئی۔ تلاوت قرآن پاک کے بعد مکرم مبارک احمد صاحب ظفر مکرم غلام نبی صاحب منصور اور مکرم غلام نبی صاحب ناظر نے اپنا کلام سنایا جس میں مبلغین کرام کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔ اور الوداعی جذبات

پیش کئے گئے۔ مکرم خواجہ سعید احمد صاحب ڈار جنرل سیکرٹری پراونشل، مکرم عبد الحمید صاحب ٹاک پراونشل سیکرٹری امور عامہ اور مکرم بابو غلام رسول صاحب نائب امیر اور خاکسار نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ محترم صدر صاحب نے حاضرین تقریب کے ان جذبات کا شکریہ ادا کیا اور دعا پر تقریب ختم ہوئی۔

وفد کی روانگی کا عجیب منظر مورخہ ۹ر اکتوبر صبح ۸ بجے

۸½ بجے وفود کی روانگی مقرر تھی۔ گرام تھا۔ جناب جماعت ہائے تتی پورہ و شورت اور دیگر علاقوں سے آئے ہوئے احباب مبلغین کرام کو الوداع کہنے کے لئے ۷½ بجے سے ہی موضع شورت کی عید گاہ میں جمع ہونے شروع ہو گئے۔ ۸ بجے مبلغین کرام بھی عید گاہ پہنچ گئے۔ عید گاہ کے نزدیک ہی سڑک تک دو طرف احباب کا بہت بڑا اجتماع تھا۔ پراونشل عہدہ داران کرام نے ایک نظام کے مطابق جملہ احباب کو سڑک کے دو رویہ کھڑا کر کے وفد کے جملہ ممبران سے مصافحہ کا انتظام کیا۔ مصافحہ ختم ہونے پر خاکسار نے ایک بہت بڑے مجمع کے ساتھ دعا کی۔ دعا کا نظارہ نہایت ہی رقت آمیز تھا۔ اکثر احباب بے اختیار ہو کر بچوں کی طرح رو رہے تھے۔ محبت اور خدائی کا ایک عجیب منظر تھا جس کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔

مصافحہ اور معانقہ کے بعد تکبیر کے نعروں اور دعاؤں کے ساتھ یہ قافلہ سرینگر کی طرف روانہ ہوا۔

بہت سے احباب قافلہ کو الوداع کہنے کے لئے سرینگر تک تشریف لے گئے۔ ان میں محترم غلام نبی صاحب پڈر سیکرٹری مال جماعت احمدیہ تتی پورہ خواجہ سعید احمد صاحب ڈار پراونشل جنرل سیکرٹری۔ جناب عبد الحمید صاحب ٹاک پراونشل سیکرٹری امور عامہ۔ جناب غلام نبی صاحب ناظر جناب میر غلام محمد صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ باڑی پورہ، مکرم منصور احمد صاحب باڑی پورہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ خواجہ سعید احمد صاحب ڈار نے راستہ میں اسلام آباد میں وفد کی ضیافت کا انتظام کیا۔ اور سرینگر میں محترم بابو غلام رسول صاحب نائب امیر نے خوب ضیافت ادا کی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ محترم شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ جماعت احمدیہ نے مقیم سرینگر ہونے کی وجہ سے وفد کو سرینگر میں

یکی مختلف کاموں میں وفد کے ساتھ تعاون کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس تعاون کی بہترین جزا عطا فرما دے۔ آمین۔

سرینگر میں دو روز کا رات کو قیام محترم بابو غلام رسول صاحب نائب امیر کے ہاں رہا۔ اور مورخہ ۱۱ر اکتوبر صبح ۸ بجے دولت کدہ سے ناشتہ اور دعا کے بعد روانہ ہوا۔ محترم بابو صاحب موصوف۔ مکرم خواجہ سعید احمد صاحب ڈار مکرم عبد الحمید صاحب ٹاک اور مکرم غلام نبی صاحب ناظر۔ و مکرم شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مکرم مولوی عبد الواحد صاحب صدر جماعت احمدیہ آسنور بس کی روانگی تک بس اسٹینڈ پر موجود رہے۔ روانگی سے قبل اجتماعی دعا کی گئی اور الحمد للہ الذی سخر لنا ھذا وما کنا لہ مقرنین پڑھتے ہوئے وفد جموں کے لئے روانہ ہوا۔ رات ۸ بجے وفد جموں پہنچا۔ اس سے قبل ۲ر اکتوبر کو جموں پہنچنے کا پروگرام تھا لیکن صوبائی جلسہ کی وجہ سے اس پروگرام میں تبدیلی کرنی پڑی۔ سابقہ پروگرام کے مطابق سیکرٹری صاحب گاندھی سیوا سدن جناب سوشیل کمار جی نے مورخہ ۲ر اکتوبر کو وفد کے لئے تقاریر کا انتظام کیا ہوا تھا۔ لیکن اس تاریخ کو جموں نہ پہنچنے کی وجہ سے ہم لوگ گاندھی جینتی کی تقریب میں شامل نہ ہو سکے البتہ مکرم بابو محمد یوسف صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ جموں نے اس تقریب میں شرکت کی۔ اور مہاتما گاندھی و شاستری کے جیون چرتر پر تقریر کی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب "پیغام صلح" کی روشنی میں قومی اتحاد و یکجہتی پر بھی زور دیا۔ ان حالات کے پیش نظر جو اس وقت جموں میں درپیش رہتے بابو صاحب کی تقریر کو بہت پسند کیا گیا۔ اسی دن شام کو بابو صاحب موصوف کی ایک مختصر سی تقریر سٹی پردیش کانگرس جموں کے ہال میں بھی ہوئی۔ اس میں بھی آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب "پیغام صلح" کے حوالے اتحاد و یکجہتی کے متعلق پڑھ کر سنائے۔ جلسہ میں بے حد پسند کیا گیا۔

۵ر اکتوبر کی صبح کو وفد بھدرواہ کے لئے روانہ ہوا۔ بھدرواہ میں تین دن قیام کر کے جلسوں کا انعقاد کیا۔ ان جلسوں کی رپورٹ علیحدہ دی جا رہی ہے۔

۹ر اکتوبر کو وفد بھدرواہ سے واپس جموں پہنچا۔ اسی دن محترم محمد صدیق صاحب ڈاتی پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ پونچھ

جموں تشریف لائے ہوئے تھے۔ آپ نے بھدرواہ میں جماعت احمدیہ کے قیام اور غیر مبائعین کے دلچسپ حالات سنائے۔ محترم ڈاکٹر گپتا صاحب صدر آل انڈیا جموں و کشمیر سوشلسٹ سدبھاؤنا سبھا جموں و ایڈیٹر اخبار انقلاب بھی وفد کو ملنے کے لئے محترم بابو محمد یوسف صاحب کے مکان پر تشریف لائے۔ آپ نے مورخہ ۱۲ر اکتوبر کو "لالہ ہنسراج جی کی شتابدی" میں تقریر کرنے کی وفد کو دعوت دی۔ چونکہ وفد کا پروگرام دس اکتوبر کو واپسی کا طے ہو چکا تھا۔ اس لئے اس تقریب میں شمولیت سے معذوری کا اظہار کر دیا گیا۔ اسی طرح پروفیسر ایس۔ ایم۔ خان صاحب بھی ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ اور کافی دیر تک وفد کے ساتھ رہے۔

محترم بابو محمد یوسف صاحب نے آتے جاتے وقت اراکین وفد کی تواضع اور مہمان نوازی کی۔ ان کے اس حسن سلوک کے لئے بھی ہم سب اراکین وفد ان کے بے حد ممنون ہیں۔ محترم بابو صاحب باوجود عمر رسیدہ ہونے کے بفضلہ تعالیٰ نوجوانوں کی طرح کام کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر دراز کرے۔ اور زیادہ سے زیادہ خدمت اسلام کی حریت کی توفیق عطا فرماوے۔ اور ان کے بچوں پر بھی جو بفضلہ ان کے رنگ میں رنگین ہیں بے شمار رحمتیں نازل ہوں۔ آمین ثم آمین۔

دس اکتوبر کو وفد صبح ۸ بجے جموں سے روانہ ہوا۔ محترم بابو محمد یوسف صاحب اور ان کے صاحبزادگان نیز مکرم خواجہ محمد صدیق صاحب ڈاتی پونچھ الوداع کہنے کے لئے اڈہ تک تشریف لائے۔ جموں سے روانہ ہو کر یہ قافلہ بخیریت تمام ڈیڑھ بجے قادیان دار الامان پہنچ گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

قادیان پہنچنے پر بزرگان کرام بالخصوص حضرت مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ناظر دعوت و تبلیغ قادیان مکرم چوہدری سعید احمد صاحب نائب ناظر دعوت و تبلیغ نے کامیاب مراجعت پر ممبران وفد کو مبارکباد دی۔ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ نے جملہ اراکین وفد کو کھانے پر بھی مدعو فرمایا کر ان کی حوصلہ افزائی فرمائی اور تبلیغی حالات سماعت فرمائے۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ۔

بالآخر قارئین بدر سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے ہمارے اس دورہ کے بہترین نتائج برآمد فرما دے۔ اور ہم سب کو جوش اور پیش خدمت اسلام کی توفیق دے اور اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرما دے۔

آمین ثم آمین

چندۂ وقفِ جدید کی اہمیت اور احبابِ جماعت کا فرض

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز وقف جدید کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

"جو ذمہ داری میں نے وقفِ جدید کے سلسلہ میں احمدی بچوں پر ڈالی تھی ابھی ۲۰ فیصدی بمشکل ایسے ہیں جنہوں نے اپنی ذمہ داری کو سمجھا ہے اور اس کی ادائیگی کی کوشش کر رہے ہیں۔ ...... اس کا مطلب یہ ہے کہ جماعت کے اسّی فیصد ماں باپ اور جماعت کی اسّی فیصدی مائیں ایسی ہیں جنہیں یہ احساس ہی نہیں ہے کہ انہوں نے اپنے بچوں کے لئے خدا کی رضا کی جنّت کو کس طرح پیدا کرنا ہے ..... کیا آپ پسند کریں گی اے احمدی بہنو! اور کیا آپ اس بات کو پسند کریں گے اے احمدی بھائیو! کہ آپ کو تو خدا کی رضا کی جنت نصیب ہو جائے لیکن آپ کے بچے اس جنت کے دروازے سے دھتکارے جائیں ...... ؟

یقیناً آپ میں سے کوئی بھی اس بات کو پسند نہیں کرے گا۔ جب آپ ان چیزوں کو پسند نہیں کرتے تو پھر آپ اُن ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کیوں نہیں ہوتے پس اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور بچوں کے دلوں میں دین کی راہ میں قربانیاں دینے کا شوق پیدا کریں۔"

وقف جدید کے مالی سال کا صرف ایک ماہ باقی ہے۔ احباب جماعت کا فرض ہے کہ سال کے ختم ہونے سے پہلے پہلے وعدوں کی سو فیصدی ادائیگی کریں اور زیادہ سے زیادہ تعداد میں اپنے بچوں کو اس بابرکت تحریک میں شامل کر کے اُن کے لئے جنّت کے سامان کریں۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

نقد و نظر

"حَدِیقَۃُ الصَّالِحِین"

مندرجہ نام سے احادیث حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا مجموعہ اس سال ربوہ میں شعبہ اشاعت وقفِ جدید کی طرف سے عمدہ لکھائی چھپائی کے ساتھ ۲۰×۳۰/۸ کے ۴۸۰ صفحات کا شائع ہوا ہے۔ محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب فاضل مفتی سلسلہ احمدیہ ربوہ نے احادیث کا انتخاب فرمایا، عام فہم اُردو میں ترجمہ کیا، اور پُرلطف تشریح فرمائی ہے۔ یہ مجموعہ کل ۶۱۰ احادیث پر مشتمل ہے۔ جو ۱۲۲ مختلف عنوانات پر الگ الگ ابواب میں منقسم ہے۔ احادیث کا بیشتر حصّہ امام نووی کے مجموعہ احادیث موسومہ "ریاض الصالحین" سے اخذ کیا گیا اور اُسی نہج پر ترتیب دیا گیا ہے۔ اور علم کلام سے متعلق ضروری احادیث بھی مجموعہ میں شامل ہیں۔ اِس طرح زیرِ نظر مجموعہ اسم بامسمّٰی ہے۔ یہ پیاری کتاب کھول کر مطالعہ شروع کرنے سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ فی الواقع ایک انسان ایسے خوشنما اور دلکش باغیچہ میں جا نکلا ہے جس میں اخلاقِ محمدی کے کھِلے پھول قاری کے لئے رُوح کی غذا اور تسکینِ قلب کا باعث بن رہے ہوتے ہیں!!

چونکہ یہ کتاب معلّمین وقفِ جدید کے تعلیمی نصاب اور احبابِ جماعت کی علمی اور روحانی تربیت کے لئے مرتّب کی گئی ہے اسلئے احادیث کے انتخاب میں بھی بالغ نظری سے کام لیا گیا ہے جو ایک طرف معاشرہ کی اصلاح اور اخلاق کی درستی کے پُرلطف مضامین پر مشتمل ہیں تو دوسری طرف جماعت کے علمِ کلام میں کام آنے والی ضروری احادیث بھی اس میں جمع کر دی گئی ہیں۔ اِس طرح یہ مجموعہ نُوْرٌ عَلٰی نُوْر بن گیا ہے۔

کتاب کے ابتداء میں "حدیث، اس کی اہمیت اور ضرورت" کے عنوان سے فاضل مؤلف کا ایک عالمانہ مقالہ بھی شامل ہے جو بجائے خود خاصہ مفید اور عنوان سے متعلق ضروری اُمور پر مشتمل ہے۔ محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ناظم ارشاد انجمن وقفِ جدید نے بڑے ہی سُلجھے ہوئے انداز میں اس کا پیش لفظ لکھ کر جامع انداز میں کتاب کا تعارف کرایا ہے۔

یہ مجموعہ احادیث نبویؐ اس قدر مفید اور کار آمد ہے کہ اس کا ایک ایک نسخہ ہر احمدی گھرانے میں ضرور موجود ہونا چاہیئے۔ اور احبابِ کرام کا فرض ہے کہ اس پیاری کتاب کو نہ صرف یہ کر خود ہمیشہ زیرِ مطالعہ رکھیں بلکہ اپنے اہل و عیال کو بھی اس کے پڑھنے کی ترغیب دیتے رہنا چاہیئے۔

قیمت فی نسخہ ۶/- روپے۔ دفتر وقفِ جدید ربوہ سے طلب کی جا سکتی ہے۔

"مِـرْاٰۃُ الْحَقّ"

۲۰×۳۰/۱۶ سائز کے ۱۲۰ صفحات کی یہ کتاب مکرم خواجہ محمد صدیق صاحب ثانی صدر جماعت احمدیہ پونچھ کی تالیف ہے۔ جس میں ایک شیعہ دوست السید خادم حسین شیرازی گوہرسائی کی کتاب "عرفان الحق" میں بیان کردہ اعتراضات کے مدلّل اور مسکت جواب دئے ہیں۔ کتاب عرفان الحق میں ایک باب "قادیانی خدا" کے تحت انہی فرسودہ اعتراضات کو نقل کر دیا گیا ہے جن کے مدلّل جواب جماعت احمدیہ کی طرف سے بارہا دئے جا چکے ہیں۔ مگر چونکہ مخالفین کی غرض تحقیقِ حق کی بجائے تلبیسِ حق ہوتی ہے اس لئے مکرم خواجہ صاحب کی زیرِ نظر کتاب اس لحاظ سے مفید اور کار آمد ہے کہ ایسے اعتراضات جو ذاتِ باری تعالیٰ کے متعلق غلط طور پر جماعت احمدیہ اور اس کے مقدس بانی کی طرف منسوب کر کے معترضین وقتاً فوقتاً کرتے ہیں یکجائی طور پر اُن سب کے مختصر اور جامع جواب درج کر دئے گئے ہیں۔ کتاب عرفان الحق کے ذریعہ علاقہ پونچھ اور دوسرے مقامات میں جو غلط فہمیاں پھیلائی گئی ہیں امید ہے کہ خواجہ صاحب کی یہ تالیف اُن کے ازالہ کے لئے مفید ثابت ہوگی۔

قیمت ۱/۵۰ روپیہ جو مؤلف صاحب سے براہِ راست یا مکرم گیانی عبد اللطیف صاحب درویش سے طلب کی جا سکتی ہے۔

تقریبِ رخصتانہ

خاکسار کی دختر نیک اختر عزیزہ صادقہ بیگم سلمہا اللہ تعالیٰ کا نکاح عزیزم شمیم الہدیٰ صاحب ساکن مونگھیر سے ۶ر اگست ۱۹۶۷ء کو مونگھیر میں ہو چکا تھا۔ اب مورخہ ۲۹ر اکتوبر کو کلکتہ میں عزیزہ کی تقریبِ رخصتانہ عمل میں آئی۔ بعد نمازِ عصر مسجد احمدیہ کلکتہ میں دعائیہ تقریب منعقد ہوئی جس میں ازراہ محبت و اخوت احبابِ جماعت اور خواتین نے شرکت کی۔ مکرم میاں محمد حسین صاحب امیر جماعت کلکتہ نے دعا فرمائی۔ مجھے قادیان سے استاذی المکرم مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل نے اطلاع دی ہے کہ ۲۹ر اکتوبر کو انہوں نے بھی وہاں مسجد مبارک میں بعد نمازِ عصر درویشان کرام کے ساتھ اجتماعی دعا کروا دی تھی۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔ بہ رات ۳۰ر اکتوبر کی شب کو مونگھیر واپس چلی گئی ۔۔۔ احبابِ کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر لحاظ سے بابرکت کرے اور دونوں خاندانوں کے باہمی تعلقات خوشگوار اور مضبوط ہوں۔ آمین۔

خاکسار ۔۔۔ [illegible]

جماعتی چندہ کے بارہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے

ارشادات

(۱) اضافہ چندہ جات کے لئے

"اپنے چندوں کو بڑھاؤ۔ اور خدا کی رحمت کو کھینچو۔ کیونکہ جتنا تم چندہ دوگے اسی سے ہزاروں گنا تمہیں ملے گا اور دُنیا کی ساری دولت کھینچ کر تمہارے قدموں میں ڈال دی جائے گی۔ جس کے متعلق تمہارا فرض ہوگا کہ سلسلہ احمدیہ کے لئے خرچ کرو۔ تاکہ دنیا کے چپہ چپہ پر مبلغ بھیجے جا سکیں۔ اور ساری حکومتیں اسلام میں داخل ہو جائیں۔ آپ کو یہ بات بڑی معلوم ہوتی ہوگی مگر خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑی نہیں۔"

(۲) بقایاداران اور بے شرح افراد کی اصلاح کیلئے

"جہاں تک میں سمجھتا ہوں ہمارے بجٹ میں کمی کا بڑا دخل اُن نادہندگان کا ہے جو سلسلہ میں شامل ہونے کے باوجود اخلاص کی کمی کی وجہ سے مالی قربانیوں میں حصہ نہیں لیتے۔ اسی طرح وہ لوگ جو مقررہ شرح کے مطابق چندہ نہیں دیتے یا بقایوں کی ادائیگی میں سستی سے کام لیتے ہیں اُن کی غفلت بھی سلسلہ کیلئے نقصان کا موجب ہو رہی ہے۔ پس میں تمام اُمراء اور سیکرٹریان جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ انہیں رُوحانی اور تربیتی اصلاح کے ساتھ ساتھ نادہندگان اور شرح سے کم چندہ دینے والوں کے بارہ میں اپنی ذمہ داری سمجھنی چاہیئے تاکہ اُن میں بھی قربانی کا جذبہ پیدا ہو اور وہ بھی اپنے دوسرے بھائیوں کے دوش بدوش اسلام کو دُنیا کے کناروں تک پہنچانے کے ثواب میں شریک ہو سکیں۔"

(۳) زکوٰۃ کی اہمیّت کے متعلّق

"تیسری چیز جس پر خصوصیت سے اسلام نے زور دیا ہے اور جس کی طرف بارہا قرآن میں توجہ دلائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ بے شک کماؤ مگر جو کچھ کماؤ اس پر زکوٰۃ ادا کرو۔ اور اگر کوئی شخص باقاعدگی سے زکوٰۃ ادا کرتا ہے تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ دُنیا کو دین کی خاطر کما رہا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص زکوٰۃ نہیں دیتا تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ دنیا محض دنیا کی خاطر کما رہا ہے۔"

(۴) ادائیگی چندہ جلسہ سالانہ کے متعلق

"جلسہ سالانہ کے چندہ کے متعلق کئی سالوں سے دیکھا گیا ہے کہ جو جماعتیں شروع سال میں چندہ دیتی ہیں وہ تو دے دیتی ہیں۔ اور جو شروع میں نہیں دیتیں ان کے ذمہ بقایا رہ جاتا ہے جس کی وجہ سے ہمارے سالانہ بجٹ کو نقصان پہونچتا ہے۔ اور اُن کے ذمہ بھی بعض دفعہ دو سال کا چندہ اکٹھا ہو جاتا ہے۔ حالانکہ جلسہ سالانہ کا چندہ ایک ایسی چیز ہے جس کے دینے کا ہمارے ہاں سال سے رواج چلا آیا ہے۔"

احبابِ کرام و عہدیداران حضورِ انور کے یہ ارشادات پڑھ لیں اور ان کی تعمیل میں اپنی ذاتی اور خاندانی مشکلات کے مقابل پر سلسلہ کی مشکلات کا زیادہ خیال رکھیں۔

ناظر بیت المال قادیان

Regd. No. P. 67

The Weekly BADR Qadian

Editor : Mohammad Hafeez, Baqapuri.

Price :— 30 nP.

23rd, 30th NOVEMBER, 1967 — No. 47, 48

اِسلام اور احمدیت کے متعلق قابلِ مطالعہ لٹریچر

اگر آپ اسلام اور احمدیت کے متعلق ٹھوس معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو نظارت دعوت و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے شائع کردہ کتب و رسائل کا حسبِ پسند زبان میں مطالعہ کریں۔ ان کے مطالعہ سے آپ کو حقیقی مذہب اور اس کی خصوصیات اور اہمیت کے بارہ میں تسلی بخش طور پر پختہ دلائل سے آگاہی ہوگی۔ امنِ عالم کے قیام کی بہترین تجاویز اور دُنیا میں رُوحانی انقلاب کے لئے جن اسباب و ذرائع کو عمل میں لانے کی ضرورت ہے وہ ایسے لٹریچر میں مل سکتے ہیں۔ چند کتب و رسائل یہ ہیں:۔

۱۔ لائف آف محمدؐ مجلد بزبان انگریزی و ہندی: دیباچہ تفسیر القرآن انگریزی مصنفہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے اس حصہ کی الگ اشاعت جو سیرۃ النبیؐ سے متعلق ہے۔ قیمت چار روپے۔

۲۔ اسلامی اصول کی فلاسفی (انگریزی): تصنیف حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ جس میں انسان کی جسمانی۔ اخلاقی اور روحانی حالتوں کا بیان۔ الہام اور بعث بعد الموت کی بحث۔ رُوحانی علوم کے ذرائع۔ نیز قرآن کریم کی تعلیم کی فضیلت۔ تعدد ازدواج اور پردہ کی حکمت اور قرآن مجید کی متعدد آیات کی تفسیر قیمت ۲/- (نیز اردو ایڈیشن قیمت ۶۲ پیسے اور ہندی ایڈیشن ۳/- روپے)

۳۔ مسیح ہندوستان میں (انگریزی): تصنیف حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ۔ اس کتاب میں حضرت مسیح ناصریؑ کا صلیب سے زندہ اُترنا اور اپنے ملک سے ہجرت کر کے کشمیر میں آنا اور یہیں پر بمقام سرینگر وفات پانا ثابت کیا گیا ہے اور آپکے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے کے باطل خیال کی تردید کی گئی ہے۔ قیمت ۱/۷۵ روپیہ

۴۔ احمدیت یعنی حقیقی اِسلام (انگریزی): حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا وہ مضمون جو مذاہب عالم کانفرنس لندن ۱۹۲۴ء میں پڑھا گیا جس میں اسلام و احمدیت کی تعلیم اور اسلام کے تمدنی احکام مدلل رنگ میں بیان کر کے اُن کی فضیلت کو ظاہر کیا گیا ہے۔ قیمت ۵/- روپے۔

۵۔ نیو ورلڈ آرڈر (نظامِ نو) انگریزی: حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ایک علمی لیکچر کا انگریزی ترجمہ جس میں دُنیا میں رائج مختلف نظام ہائے حکومت کے مقابلہ پر اسلامی اُصول اور اس کے نظام کی برتری ثابت کی گئی ہے۔ اور ضمناً تحریکِ وصیت پر مدلل روشنی ڈالی گئی ہے۔ قیمت ۱/۶۲ روپیہ۔

۶۔ ختمِ نبوت کی حقیقت (انگریزی): تالیف حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ۔ نبوت فی خیرِ اُمّت کے بارے میں لطیف قابلِ مطالعہ رسالہ۔ قیمت ۱/۲۵ روپیہ اُردو ایڈیشن قیمت ۷۵ پیسے۔

۷۔ حضرت مسیحؑ کہاں فوت ہوئے؟ (انگریزی): تالیف مولانا جلال الدین صاحب شمس رضی اللہ عنہ سابق امام مسجد لنڈن۔ اس میں حضرت مسیحؑ کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے کی تردید کرتے ہوئے ثابت کیا گیا ہے کہ صلیب سے اُتارے جانے کے بعد آپ کشمیر میں تشریف لے گئے اور وہاں سرینگر میں فوت ہوئے۔ قیمت ۲/- روپے باقی

*۸۔ اسلام کا اقتصادی نظام (انگریزی): حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا ایک علمی لیکچر کا انگریزی ترجمہ جس میں اسلام اور کمیونزم کا موازنہ کر کے اسلامی احکام و تعلیمات کو ہر قسم کے نظامِ حیات پر برتر ثابت کیا گیا ہے۔ قیمت ۱/۷۵ روپیہ۔

۹۔ ہولی پرافٹ محمدؐ (انگریزی): سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ قیمت ایک روپیہ۔

۱۰۔ خصوصیاتِ قرآن (انگریزی): قیمت ایک روپیہ۔

ملنے کا پتہ

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب